قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 14 ستمبر 2022ء | 17 صفر 1444 ہجری قمری | 14 تبوک 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 196

ارشادِ باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَعَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ ۙ﴿۹﴾

(المؤمنون: 9)

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی نگرانی کرنے والے ہیں۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی بعثت سے پہلے ایک سودا کیا۔ میرے ذمے کچھ رقم تھی، ادا کرنی رہ گئی تھی۔ تو میں نے کہا آپؐ اسی جگہ ٹھہریں میں بقیہ رقم لے کر آیا۔ لیکن گھر آنے پر میں بھول گیا۔ مجھے تین دن کے بعد یاد آیا۔ پس میں گیا تو دیکھا کہ آپؐ اسی جگہ کھڑے ہیں۔ مجھے دیکھ کر آپؐ نے صرف اتنا فرمایا اے نوجوان! تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا۔ مَیں تین دن سے اس جگہ تیرا انتظار کر رہا ہوں۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی العدۃ حدیث 4996)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطاب کرتے ہوئے ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ لَا اِیۡمَانَ لِمَنۡ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیۡنَ لِمَنۡ لَّا عَہۡدَ لَہٗ یعنی جو شخص امانت کا لحاظ نہیں رکھتا اس کا ایمان کوئی ایمان نہیں اور جو عہد کی پابندی نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 135 مطبوعہ بیروت)

حضرت ابوہریرہؓ اس کی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین علامتیں ہیں۔ جب گفتگو کرتا ہے تو کذب بیانی سے کام لیتا ہے، جھوٹ سے کام لیتا ہے۔ جب اس پر اعتماد کیا جاتا ہے تو وہ خیانت کرتا ہے۔ اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

(بخاری کتاب الشھادات باب من امر بانجاز الوعد حدیث 13199)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

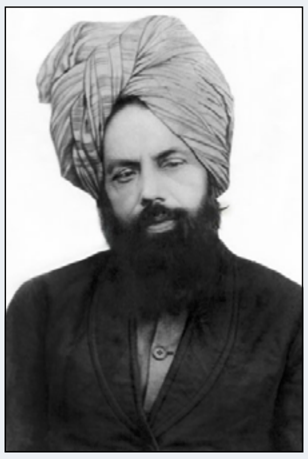

- امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے۔ اور پھر انسان کامل برطبق آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا (النّساء:59) اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے۔ یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے… اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبیٔ اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ 161-162)

- کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں۔ اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے۔ ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا اُن کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19-20)

- انسان کی پیدائش میں دو قسم کے حسن ہیں۔ ایک حسن معاملہ اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ کی تمام امانتوں اور عہد کے ادا کرنے میں یہ رعایت رکھے کہ کوئی امر حتی الوسع ان کے متعلق فوت نہ ہو۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں رَاعُوۡنَ کا لفظ اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ایسا ہی لازم ہے کہ انسان مخلوق کی امانتوں اور عہد کی نسبت بھی یہی لحاظ رکھے یعنی حقوق اللہ اور حقوق عباد میں تقویٰ سے کام لے۔ یہ حسن معاملہ ہے۔ یا یوں کہو کہ روحانی خوبصورتی ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 218)

فرمانِ خلیفۂ وقت

اپنے عمل سے امانتوں کے معیار قائم کرنے کے علاوہ عہد کے پورا کرنے کے بارے میں آپؐ نے کیا نمونے ہمیں دکھائے اور آپؐ کے عہد کے پابند ہونے کی دشمن نے کس طرح گواہی دی اس کی بھی ایک مثال دیکھ لیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسفیانؓ نے مجھ سے خود ذکر کیا کہ اس زمانے میں جبکہ ہمارے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہوا تھا، مَیں شام کے علاقے میں تجارت کی غرض سے گیا۔ ابھی میں شام میں ہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی خط قیصر روم ہرقل کے پاس پہنچا۔ یہ خط دِحیہ کَلبی لائے تھے۔ انہوں نے بُصریٰ کے سردار کو یہ خط دیا کہ وہ ہرقل کے پاس آپؐ کا یہ خط پہنچا دے۔ جب یہ خط ہرقل کو ملا تو پوچھا کہ عرب میں جو شخص نبی ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے کیا اس کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں کچھ لوگ اس علاقے میں آئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ مجھے قریش کی جماعت سمیت بلایا گیا۔ کہتے کہ جب ہم ہرقل کے دربار میں پہنچے تو ہمیں اس کے سامنے بٹھایا گیا۔ پھر ہرقل نے پوچھا تم میں اس عربی شخص کا جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کوئی قریبی رشتہ دار ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں مَیں نے کہا مَیں اس کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ چنانچہ منتظمین نے مجھے ہرقل کے سامنے بٹھا دیا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا۔ پھر ہرقل نے ترجمان کو بلایا اور اسے کہا کہ ان لوگوں کو جو میرے سامنے بیٹھے ہیں کہو کہ مَیں اس شخص سے متعلق جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے ابوسفیان سے بعض باتیں پوچھوں گا اگر یہ جھوٹ بولے تو تم مجھے پیچھے سے اشارہ کر کے بتا دینا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میرے پیچھے بیٹھنے والے ساتھی میرا جھوٹ ظاہر کر دیں گے تو مَیں ضرور کذب بیانی سے کام لیتا۔

(خطبہ جمعہ 15 جولائی 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- میں تھک چکا ہوں اب مجھے آرام چاہیے (منظوم)
- احکام خداوندی
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- دنیا میں ایک نذیر آیا
- تلخیص صحیح بخاری سوالاً و جواباً
- قرآن کریم اور ترقی علوم و فنون
- پُر اسرار معالج
- سو سال قبل کا الفضل
- کیا جمعہ، جنازہ و نکاح پڑھانا صرف ایک مربی کا کام ہے؟

دربارِ خلافت

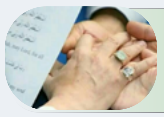

ولی بنو، ولی پرست نہ بنو اور پیر بنو اور پیر پرست نہ بنو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اس اقتباس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید وضاحت فرمادی ہے کہ پہلے اپنی امانتوں کا خیال رکھنا ہے اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنا ہے۔ ایک احمدی کے سپرد وہ امانت ہے جو ادا کرنے کا خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اُس نے عہد کیا ہے اور وہ ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنا۔ اگر اس امانت کی حفاظت اور اس کی ادائیگی ہم کرتے رہیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری عبادتیں ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بنتی رہیں گی۔ دعاؤں کی قبولیت کے نشان ہم دیکھنے والے ہوں گے، انشاء اللہ۔ ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی تلاش میں اُٹھنے والا ہو گا۔ ہمارا مسجد میں آنا خالصۃً لِلّٰہ ہو گا۔ مسجد کی تعمیر کے بعد اب جو لوگوں کی اس طرف توجہ ہو گی، اس کا حق ادا کرنے کے لئے بھی ہم ہوں گے۔

پس مسجد کے بننے پر اس بات پر راضی نہ ہو جائیں کہ ہم نے مسجد بنالی۔ اب مسجد بننے کے بعد آپ کی ذمہ داریاں مزید بڑھ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسجد میں اُس کی زینت کے ساتھ جاؤ۔ جس کا حسن تقویٰ سے نکھرتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے بتایا کہ تقویٰ اُس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کئے جارہے ہوں۔ جب اپنی عبادتوں کے معیار اونچے کرنے کی کوشش ہو، جب اپنی نمازوں کی بھی حفاظت ہو، جب مسجد کے تقدس کا بھی خیال ہو۔

بہت سے لوگ جو دعا کے لئے کہتے ہیں۔ یہاں بھی بعض ملاقاتوں کے دوران ملتے ہیں، تو کہتے ہیں تو اُن میں سے بعض کے چہروں سے پتہ لگ رہا ہوتا ہے کہ ایک رسمی بات ہے یا کم از کم خود جو بات کہہ رہے ہیں اُس پر عمل نہیں کر رہے۔ خود اُن کی دعاؤں کی طرف توجہ نہیں ہے۔ نمازوں کی طرف توجہ نہیں ہے۔ جب بھی مَیں نے اُن سے پوچھا یا پوچھتا ہوں کہ تم خود بھی پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہو؟ تو ٹال مٹول والا جواب ہوتا ہے۔ یہ جو تصور ہے کہ دعا کے لئے کہہ دو اور خود کچھ نہ کرو، یہ بالکل غلط تصور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہے۔ نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کرنا ہے اور یہ مقصد اُس وقت تک پورا نہیں ہوسکتا جب تک ہم میں سے ہر ایک مرد عورت، جوان اور بوڑھا تقویٰ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی امانتوں کا حق ادا کرنے والا نہ بنے۔ اپنے عہد کو پورا کرنے والا نہ بنے۔ اگر مجھے دعا کے لئے کہا ہے تو خود بھی تو دعاؤں کی طرف توجہ کریں۔ خود بھی تو نمازوں کی طرف توجہ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ایک صحابی کو یہی فرمایا تھا کہ اگر تم وہ مقصد چاہتے ہو اور اُس کے لئے مجھے دعا کے لئے کہہ رہے ہو تو پھر خود بھی تم دعاؤں سے میری مدد کرو اور اپنے عمل سے میری مدد کرو۔ الٰہی جماعتوں کا اصل مقصد یہی ہے کہ ہر ایک کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے، پہلے بھی میں یہاں کسی خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ ولی بنو، ولی پرست نہ بنو اور پیر بنو اور پیر پرست نہ بنو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اکتوبر 2013ء) (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 139 ایڈیشن 2003ء)

یعنی ہر ایک اپنا خدا تعالیٰ سے تعلق رکھے اور پھر مومنین کی جماعت دعاؤں سے ایک دوسرے کی مدد کریں اور اُن کے دوسرے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی عبادتوں کے بھی حق ادا کریں اور مخلوق کے بھی حق ادا کریں۔ اپنے اخلاق کے وہ معیار قائم کریں جس سے غیروں کی بھی آپ کی طرف توجہ پیدا ہو۔ لیکن یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ پیر اور ولی بننے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہر ایک اپنی اپنی گدی بنالے گا، بلکہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو اور یہ بھی اُسی صورت میں پیدا ہو گا جب خلافت کے ساتھ ایک وفا کا تعلق ہو گا اور جماعت کے ساتھ جب جڑے رہیں گے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی جماعت کی ترقی کی پیشگوئی فرمائی ہے اُنہی لوگوں کی ترقی کی پیشگوئی فرمائی ہے جو جماعت کے ساتھ منسلک رہیں گے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب افتراق الامم حدیث 3992)

پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس مسجد کے بننے سے یہاں رہنے والے احمدیوں کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ انہوں نے اس مسجد کو آباد بھی کرنا ہے اور اس مسجد میں اس زینت کو لے کر آنا ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں زینت ہے۔ یہ بھی ذمہ داری ہے آپ کی۔ اور ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ یہ بھی ذمہ داری ہے آپ کی۔ اور علاقے میں حقیقی اسلام کا پیغام بھی پہنچانا ہے۔ یہ بھی ذمہ داری ہے آپ کی۔ اگر یہ حق ادا کرتے رہیں گے تو امید ہے آپ کی مسجد کی تعمیر کے لئے کی گئی مالی قربانیاں اور وقت کی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں یقیناً مقبول ہوں گی۔ اور اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر کے نظارے آپ دیکھنے والے ہوں گے۔

(خطبہ جمعہ 25؍ اکتوبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

یاروں کو میرے نام کا ہم نام چاہیے

میں تھک چکا ہوں اب مجھے آرام چاہیے
سورج کے ڈوبنے کو فقط شام چاہیے

جب پر ہجوم شہر میں تنہائیاں ڈسیں
اپنے جنوں کو دار سر عام چاہیے

دو حوصلے کو داد کہ مرتا ہوں بار بار
ظالم کو میرا خون صبح و شام چاہیے

خود ڈوب کر سبھی کو کنارے لگا دیا
یہ ہی مرے خلوص کو انعام چاہیے

میں عمر بھر کا ساتھ نہیں مانگتا، مگر
بس دو گھڑی کا ساتھ ہی دو گام چاہیے

منزل تو بات دور کی ہے میرے ہمسفر!
یادوں میں تیرے پیار کی اک شام چاہیے

میں انجمن سے اٹھ کے چلا جاؤں تو مگر
یاروں کو میرے نام کا ہم نام چاہیے

محمد امجد خان۔ آسٹریلیا

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 53

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔''

(کشتی نوح)

دعوت الی اللہ (حصہ 4)

بلاخوف وخطر دعوت الی اللہ کرنے والے کو اللہ کی معیت

قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنۡ یَّفۡرُطَ عَلَیۡنَاۤ اَوۡ اَنۡ یَّطۡغٰی ﴿۴۶﴾ قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیۡ مَعَکُمَاۤ اَسۡمَعُ وَ اَرٰی ﴿۴۷﴾

(طٰہٰ: 46-47)

ان دونوں نے کہا اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی کرے یا سرکشی کرے۔ اس نے کہا کہ تم ڈرو نہیں۔ یقیناً میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔

داعی الی اللہ کی آواز پر لبیک کہنا

یٰقَوۡمَنَاۤ اَجِیۡبُوۡا دَاعِیَ اللّٰہِ وَ اٰمِنُوۡا بِہٖ یَغۡفِرۡ لَکُمۡ مِّنۡ ذُنُوۡبِکُمۡ وَ یُجِرۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۳۲﴾

(الاحقاف: 32)

اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کو لبّیک کہو اور اُس پر ایمان لے آؤ۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچائے گا۔

خدا کے سامنے کھڑے ہو کر پیغام پر غور کرنا (استخارہ)

قُلۡ اِنَّمَاۤ اَعِظُکُمۡ بِوَاحِدَۃٍ ۚ اَنۡ تَقُوۡمُوۡا لِلّٰہِ مَثۡنٰی وَ فُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَکَّرُوۡا ۟ مَا بِصَاحِبِکُمۡ مِّنۡ جِنَّۃٍ ؕ اِنۡ ہُوَ اِلَّا نَذِیۡرٌ لَّکُمۡ بَیۡنَ یَدَیۡ عَذَابٍ شَدِیۡدٍ ﴿۴۷﴾

(سبا: 47)

تُو کہہ دے کہ میں محض تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم دو دو اور ایک ایک کر کے اللہ کی خاطر کھڑے ہو جاؤ پھر خوب غور کرو۔ تمہارے ساتھی کو کوئی جنون نہیں۔ وہ تو محض ایک سخت عذاب سے پہلے تمہیں ڈرانے والا (بن کر آیا) ہے۔

بریت کا اعلان

وَ اِنۡ کَذَّبُوۡکَ فَقُلۡ لِّیۡ عَمَلِیۡ وَ لَکُمۡ عَمَلُکُمۡ ۚ اَنۡتُمۡ بَرِیۡٓـــُٔوۡنَ مِمَّاۤ اَعۡمَلُ وَ اَنَا بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۲﴾

(یونس: 42)

اور اگر وہ تجھے جھٹلا دیں تو کہہ دے کہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے تمہارا عمل ہے۔ تم اس سے بری ہو جو میں کرتا ہوں اور میں اس سے بری ہوں جو تم کرتے ہو۔

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۙ﴿۵﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ﴿۶﴾ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ ﴿۷﴾

(الکافرون: 2-7)

کہہ دے کہ اے کافرو! میں اُس کی عبادت نہیں کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور میں کبھی اُس کی عبادت کرنے والا نہیں بنوں گا جس کی تم نے عبادت کی ہے۔ اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے بنو گے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین۔

سخت دل لوگوں سے کنارہ کشی کرنا

فَذَرۡہُمۡ یَخُوۡضُوۡا وَ یَلۡعَبُوۡا حَتّٰی یُلٰقُوۡا یَوۡمَہُمُ الَّذِیۡ یُوۡعَدُوۡنَ ﴿۸۴﴾

(الزخرف: 84)

پس انہیں چھوڑ دے کہ وہ لغو باتیں کرتے اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن کو دیکھ لیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

وَ اصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَ اہۡجُرۡہُمۡ ہَجۡرًا جَمِیۡلًا ﴿۱۱﴾

(المزمل: 11)

اور صبر کر اُس پر جو وہ کہتے ہیں اور اُن سے اچھے رنگ میں جدا ہو جا۔

جاہ وحشمت اور روپیہ کے زور پر اللہ کے راستہ سے روکنے کی ممانعت

وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَہۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ٭ۖ وَّ یَتَّخِذَہَا ہُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿۷﴾

(لقمٰن: 7)

اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو بیہودہ بات کا سودا کرتے ہیں تاکہ بغیر کسی علم کے اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیں اور اُسے تمسخر بنا لیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کر دینے والا عذاب (مقدر) ہے۔

ایذاء پر صبر کرنا اور عذاب جلدی نہ مانگنا

فَاصۡبِرۡ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسۡتَعۡجِلۡ لَّہُمۡ

(الاحقاف: 36)

پس صبر کر جیسے اُولوالعزم رسولوں نے صبر کیا اور ان کے بارہ میں جلد بازی سے کام نہ لے۔

وَ اِنۡ کَانَ طَآئِفَۃٌ مِّنۡکُمۡ اٰمَنُوۡا بِالَّذِیۡۤ اُرۡسِلۡتُ بِہٖ وَ طَآئِفَۃٌ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا فَاصۡبِرُوۡا حَتّٰی یَحۡکُمَ اللّٰہُ بَیۡنَنَا ۚ وَ ہُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ ﴿۸۸﴾

(الاعراف: 88)

اور اگر تم میں سے ایک گروہ اس (ہدایت) پر ایمان لے آیا ہے جسے دے کر مجھے بھجوایا گیا اور ایک گروہ ایسا ہے جو ایمان نہیں لایا تو صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہ فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

دین میں جبر نہیں

لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ

(البقرہ: 257)

دین میں کوئی جبر نہیں۔

آزادیٔ ضمیر

فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ وَّ مَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ

(الکہف: 30)

پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کر دے۔

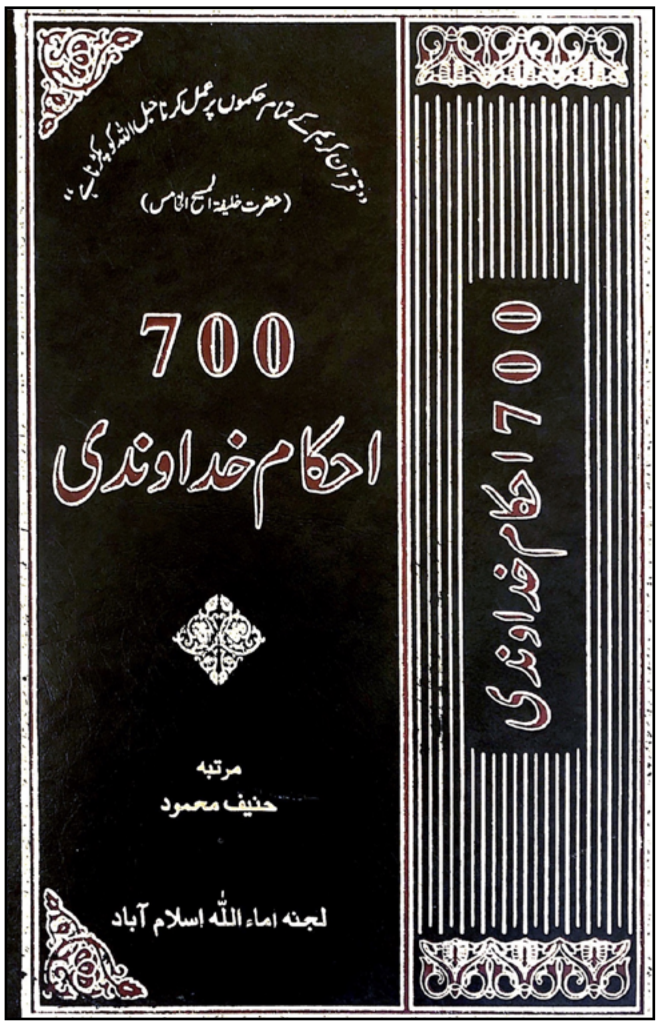

مرتد کی سزا قتل نہیں

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا ثُمَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ کَفَرُوۡا ثُمَّ ازۡدَادُوۡا کُفۡرًا لَّمۡ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغۡفِرَ لَہُمۡ وَ لَا لِیَہۡدِیَہُمۡ سَبِیۡلًا ﴿۱۳۸﴾

(النساء: 138)

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے پھر انکار کر دیا پھر ایمان لائے پھر انکار کر دیا پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے، اللہ ایسا نہیں کہ انہیں معاف کر دے اور انہیں راستہ کی ہدایت دے۔

مباہلہ کرنا

فَمَنۡ حَآجَّکَ فِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَکُمۡ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَکُمۡ وَ اَنۡفُسَنَا وَ اَنۡفُسَکُمۡ ۟ ثُمَّ نَبۡتَہِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۶۲﴾

(آل عمران: 62)

پس جو تجھ سے اس بارے میں اس کے بعد بھی جھگڑا کرے کہ تیرے پاس علم آچکا ہے تو کہہ دے: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تمہارے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو بھی اور اپنے نفوس کو اور تمہارے نفوس کو بھی۔ پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ ہَادُوۡۤا اِنۡ زَعَمۡتُمۡ اَنَّکُمۡ اَوۡلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنۡ دُوۡنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الۡمَوۡتَ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۷﴾

(الجمعۃ: 7)

تو کہہ دے کہ اے لوگو جو یہودی ہوئے ہو! اگر تم یہ گمان کرتے ہو کہ سب لوگوں کے سوا ایک تم ہی اللہ کے دوست ہو تو موت کی تمنا کرو، اگر تم سچے ہو۔

کفار کو مخالفت میں زور لگانے کا چیلنج

وَ قُلۡ لِّلَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ اعۡمَلُوۡا عَلٰی مَکَانَتِکُمۡ ؕ اِنَّا عٰمِلُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ انۡتَظِرُوۡا ۚ اِنَّا مُنۡتَظِرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾

(ھود: 122-123)

اور تُو ان سے کہہ دے جو ایمان نہیں لاتے کہ اپنی جگہ جو کر سکتے ہو کرتے رہو۔ ہم بھی یقیناً کچھ کرنے والے ہیں۔ اور انتظار کرو۔ ہم بھی یقیناً انتظار کرنے والے ہیں۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 399-404)

حسنیٰ مقبول احمد۔امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 44

کوئی بیماری لا علاج نہیں

میرا مذہب یہ ہے کہ کوئی بیماری لاعلاج نہیں۔ ہر ایک بیماری کا علاج ہوسکتا ہے جس مرض کو طبیب لاعلاج کہتا ہے اس سے اس کی مراد یہ ہے کہ طبیب اس کے علاج سے آگاہ نہیں ہے۔ ہمارے تجربہ میں یہ بات آچکی ہے کہ بہت سی بیماریوں کو اطباء اور ڈاکٹروں نے لاعلاج بیان کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے شفا پانے کے واسطے بیمار کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکال دی۔ بعض بیمار بالکل مایوس ہوجاتے ہیں۔ یہ غلطی ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے اس کے ہاتھ میں سب شفاء ہے۔

سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب مدراس والے ایک ضعیف آدمی ہیں۔ ان کو مرض ذیابیطس بھی ہے اور ساتھ ہی کاربنکل نہایت خوفناک شکل میں نمودار ہوا۔ اور پھر عمر بھی بڑھاپے کی ہے۔ ڈاکٹروں نے نہایت گھرا چیرادیا اور ان کی حالت نہایت خطرناک ہوگئی یہاںتک کہ ان کی نسبت خطرہ کے اظہار کے خطوط آنے لگے۔ تب میں نے ان کے واسطے بہت دعا کی تو ایک روز اچانک ظہر کے وقت الہام ہوا

آثار زندگی

اس الہام کے بعد تھوڑی دیر میں مدراس سے تار آیا کہ اب سیٹھ صاحب موصوف کی حالت روبصحت ہے۔

بیمار کو چاہیئے کہ توبہ استغفار میں مصروف ہو۔ انسان صحت کی حالت میں کئی قسم کی غلطیاں کرتا ہے۔ کچھ گناہ حقوق اللہ کے متعلق ہوتے ہیں اور کچھ حقوق عباد کے متعلق ہوتے ہیں۔ ہر دو قسم کی غلطیوں کی معافی مانگنی چاہیئے اور دنیا میں جس شخص کو نقصان بیجا پہنچایا ہو اس کو راضی کرنا چاہیئے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں سچی توبہ کرنی چاہیئے۔ توبہ سے یہ مطلب نہیں کہ انسان جنتر منتر کی طرح کچھ الفاظ منہ سے بولتا رہے بلکہ سچے دل سے اقرار ہونا چاہیئے کہ میں آئندہ یہ گناہ نہ کروں گا اور اس پر استقلال کے ساتھ قائم رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے تو خدا تعالےٰ الغفور الرحیم ہے۔ وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اور وہ ستّار ہے بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ تمہیں ضرورت نہیں کہ مخلوق کے سامنے اپنے گناہوں کا اظہار کرو۔ ہاں خدا تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

(ملفوظات جلد9صفحہ 61-62 ایڈیشن 1984ء)

جب تک دعا کے لوازم ساتھ نہ ہوں وہ دعا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی

نماز کیا ہے؟ یہ ایک دعا ہے جس میں پورا درد اور سوزش ہو اسی لئے اس کا نام صلوٰۃ ہے۔ کیونکہ سوزش اور رقت اور درد سے طلب کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ بد ارادوں اور برے جذبات کو اندر سے دور کرے اور پاک محبت اس کی جگہ اپنے فیض عام کے ماتحت پیدا کردے۔

صلوٰۃ کا لفظ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نرے الفاظ اور دعا ہی کافی نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ ضروری ہے کہ ایک سوزش، رقّت اور درد ساتھ ہو۔ خدا تعالیٰ کسی دعا کو نہیں سنتا جب تک دعا کرنے والا موت تک نہ پہنچ جاوے۔ دعا مانگنا ایک مشکل امر ہے اور لوگ اس کی حقیت سے محض ناواقف ہیں۔ بہت سے لوگ مجھے خط لکھتے ہیں کہ ہم نے فلاں وقت فلاں امر کے لئے دعا کی تھی مگر اس کا اثر نہ ہوا۔ اور اس طرح پر وہ خدا تعالیٰ سے بدظنّی کرتے ہیں اور مایوس ہوکر ہلاک ہوجاتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ جب تک دعا کے لوازم ساتھ نہ ہوں وہ دعا کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

دعا کے لوازم میں سے یہ ہے کہ دل پگھل جاوے اور روح پانی کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرے اور ایک کرب اور اضطراب اس میں پیدا ہو اور ساتھ ہی انسان بے صبر اور جلد باز نہ ہو بلکہ صبر اور استقامت کے ساتھ دعا میں لگا رہے پھر توقع کی جاتی ہے کہ وہ دعا قبول ہوگی۔

نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنی ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کرلیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے خواہ اُسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ایک اور افسوسناک امر پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے ہی مسلمان نماز کی حقیقت سے ناواقف تھے اور اس پر توجہ نہیں کرتے تھے۔ اس پر بہت سے فرقے ایسے پیدا ہوگئے ہیں جنہوں نے نماز کی پابندیوں کو اُڑا کر اس کی جگہ چند وظیفے اور ورد قرار دے دیئے۔ کوئی نوشاہی ہے۔ کوئی چشتی ہے کوئی کچھ ہے کوئی کچھ۔ یہ لوگ اندرونی طور پر اسلام اور احکام الٰہی پر حملہ کرتے ہیں اور شریعت کی پابندیوں کو توڑ کر ایک نئی شریعت قائم کرتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ ہمیں اور ہر ایک طالبِ حق کو نماز ایسی نعمت کے ہوتے ہوئے کسی اور بدعت کی ضرورت نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی تکلیف یا ابتلا کو دیکھتے تو فوراً نماز میں کھڑے ہوجاتے تھے اور ہمارا اپنا اور ان راستبازوں کا جو پہلے ہو گزرے ہیں ان سب کا تجربہ ہے کہ نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں۔

(ملفوظات جلد9صفحہ 109-110 ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالےٰ دعا کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا

بعض لوگ تھک جاتے ہیں۔ میرے پاس ایسے خطوط آئے ہیں جن میں لکھنے والوں نے ظاہر کیا کہ ہم چار سال یا اتنے سال تک نماز پڑھتے رہے دعائیں کرتے رہے۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں کو میں مخنث سمجھتا ہوں تھکنا نہیں چاہیئے۔

گر نباشد بدوست راہ بردن
شرطِ عشق است در طلب مردن

میں تو یہاںتک کہتا ہوں کہ اگر تیس چالیس برس گزر جاویں تب بھی تھکے نہیں اور باز نہ آوے خواہ جذبات بڑھتے ہی جاویں۔ اللہ تعالیٰ دعا کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔ جب تضرع سے دعا کرتا ہے اور مصیبت میں مبتلا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ یہ شخص بچایا جاوے اور وہ بچایا جاتا ہے کیونکہ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ

(البقرہ:223)

یاد رکھو جو شخص مرا ہے اور ہلاک ہوا ہے وہ تھکنے سے مرا ہے۔ خدا تعالےٰ سے مانگنا اور دعا کرنا موت ہے۔ ہر شخص جو خدا تعالیٰ سے مانگتا ہے ضرور پاتا ہے مگر وہ آپ ہی بدظنی کرتا ہے تب حاصل نہیں ہوتا۔

بدیوں کو چھوڑ دینا کسی کے اختیار میں نہیں۔ اس واسطے راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد میں خدا کے حضور دعائیں کرو۔ وہی تمہارا پیدا کرنے والا ہے خَلَقَکُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ پس اور کون ہے جو ان بدیوں کو دور کرکے نیکیوں کی توفیق تم کو دے ....یقیناً خدا رحیم کریم اور حلیم ہے۔ وہ دعا کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔ تم دعا میں مصروف رہو اور اس بات سے مت گھبراؤ کہ جذباتِ نفسانی کے جوش سے گناہ صادر ہوجاتا ہے۔ وہ خدا سب کا حاکم ہے۔ وہ چاہے تو فرشتوں کو بھی حکم کرسکتا ہے کہ تمہارے گناہ نہ لکھے جاویں۔ دیکھو دعا کے ساتھ عذاب جمع نہیں ہوتا۔ مگر دعا صرف زبان سے نہیں ہوتی بلکہ دعا وہ ہے کہ

جو منگے سو مررہے مرے سو منگن جا

(ملفوظات جلد9صفحہ 129-130 ایڈیشن 1984ء)

ایک دعا

کتاب براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ مجھے ایک دعا سکھاتا ہے یعنی بطور الہام فرماتا ہے

رَبِّ لَاتَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوَارِثِیۡنَ

یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنادے۔

(ملفوظات جلد9صفحہ 161ایڈیشن 1984ء)

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 60

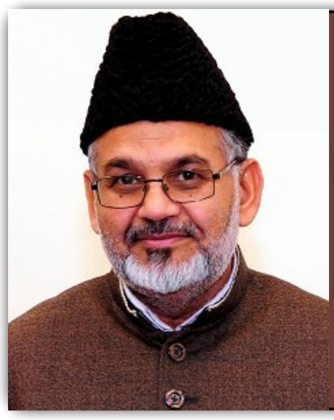

لوگوں کے ایمان کی حفاظت کا خیال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کا بہت خیال رکھتے تھے کہ کسی شخص کو ٹھوکر نہ لگے۔ ایک دفعہ حضرت صفیہؓ بنت حُیی کے ساتھ آپؐ باہر کسی جگہ جا رہے تھے تو راستہ میں دو شخص ملے، جن کے متعلق آپ کو شبہ تھا کہ شاید اُن کے دل میں کوئی وسوسہ پیدا نہ ہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی عورت کے ساتھ رات کے وقت کہاں جا رہے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ٹھہرالیا اور فرمایا۔ دیکھو! یہ میری بیوی صفیہؓ ہیں۔ اُنہوں نے کہا یارسول اللہ ! ہمیں آپ پر بدظنی کا خیال پیدا ہی کس طرح ہوسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ شیطان انسان کے خون میں پھرتا ہے میں ڈرا کہ تمہارے ایمان کو ضعف نہ پہنچ جائے۔

(دیباچہ تفسیر القرآن از حضرت مصلح موعودؓ)

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ پر رحم فرمائے اور انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 3 مارچ 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ورق‘‘ مسجد نبوی کی بڑی ساری تصویر اور خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ یہ مضمون من وعن وہی ہے جو اس سے قبل والے اخبار کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے۔

دنیا انٹرنیشنل نے اپنی مارچ کی اشاعت میں خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’اتنی ہی ضرورت آج بھی ہے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں خاکسار نے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی 11 فروری کے حوالہ سے راجہ نصر اللہ خان صاحب نے جو ایک شذرہ انہیں بھجوایا تھا جس میں انہوں نے ایک وسیع المطالعہ صحافی جناب غلام اکبر صاحب کے کالم ’’شناخت‘‘ مطبوعہ نوائے وقت میں لکھا گیا ہے۔ اس مضمون کے کچھ حصہ قارئین کی دلچسپی کی خاطر لکھتا ہوں۔

’’ترقی کے تمام سچے دعوؤں کے باوجود انسان آج بھی اپنی ان جبلتوں کا قیدی ہے جن جبلتوں نے ہزار ہا سال پہلے کرۂ ارض کو حق و باطل اور عدل و جبر کے درمیان نہ ختم ہونے والی جنگ کا میدان بنایا تھا۔ جو جنگ ابراہیم علیہ السلام و نمرود، موسیٰؑ و فرعون، عیسیٰؑ و ہیروڈ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قریشانِ مکہ کے درمیان ہوئی تھی۔ وہ جنگ آج بھی جاری ہے۔ اگر ہم اپنے آس پاس نظریں دوڑائیں تو ہمیں ابوجہل بھی ملیں گے، ابولہب بھی ملیں گے، عتبہ، امیہ اور شیبہ بھی ملیں گے اور عبداللہ بن ابّی تو بے حساب ملیں گے۔ پھر ہم کس دلیل کی بنیاد پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج کے دور کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں ؟

مضمون نگار اور کالم نگار نے لکھا کہ کیوں نہ ہم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وہ الفاظ یاد کریں جو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی خبر پر اہل مدینہ سے کہے تھے۔ ’’لوگو! اگر آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق تھا تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب اس دنیا میں موجود نہیں۔ لیکن اگر آپ کو عشق رسول اللہ اور ان کے دین سے ہے تو وہ تاقیامت زندہ رہے گا۔‘‘

انہوں نے مزید لکھا کہ مطلب اس بات کا یہ ہے کہ جو پیغام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور جو انقلاب انسانی معاشرے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بپا کیا تھا وہ پیغام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس لئے زندہ رہے گا کہ جب تک دنیا میں ظلم و بے انصافی موجود ہے، وحشت و درندگی کا راج ہے، اور بداعمالی اور بدکرداری کا دور دورہ ہے، محمدیؐ انقلاب کی ضرورت نہ تو مٹے گی اور نہ ہی کم ہوگی۔

انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ لوگ کیرن آرمسٹرانگ کی کتاب Mohammad,Prophet For Our Time (ہمارے عہد کا پیغمبر) ضرور پڑھیں۔ اس کتاب کے دیباچہ میں وہ لکھتی ہیں کہ ساتویں صدی کے Arabia میں جو واقعات رونما ہوئے، ان کی مماثلت مجھے آج کے دور میں نظر آتی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی مذہبی عقیدہ نافذ نہیں کر رہے تھے۔ وہ لوگوں کے دل و دماغ تبدیل کر رہے تھے۔ انہوں نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا کہ دور جہالت کی اصطلاح کا تعلق تاریخ کے کسی دور سے نہیں، اس ذہنی حالت سے تھا جو قتل و غارت ظلم و جبر اور وحشت و بربریت کی وجہ بنی ہوئی تھی۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتی ہوں کہ آج کی دنیا (مغرب ہو یا مشرق) اسی حالت کی شکار ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم زمان ومکان کی قید سے آزاد شخصیت کا نام ہے۔ جتنی ضرورت ساتویں صدی کی دنیا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اتنی ہی ضرورت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آج کی دنیا کو بھی ہے۔‘‘

(نوائے وقت 11 دسمبر 2010ء کالم نمبر 3-4)

خاکسار کو موصوفہ کی ساری باتوں سے اتفاق ہے لیکن یہ بات تو بہت ہی خوبصورت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے دل اور دماغ تبدیل کرنے آئے تھے۔ یہی آپؐ کی بعثت کا مقصد ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ اس وقت عربوں کی کیا حالت تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو نے اس قوم کو گندے گوبر کی طرح پایا لیکن جب وہ تیری صحبت میں آئے تیری تربیت میں آئے تو تُو نے انہیں ایک چمکتے ہوئے سونے کی ڈلی کی طرح بنادیا وہ کندن بن گئے۔ اس میں کیا شک ہے کہ جو روحانی انقلاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے جو کسی اور کے حصہ میں نہیں آیا اور نہ ہی آسکتا ہے۔

آج بھی اسی انقلاب کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی اس وقت تھی۔ کیوں کہ وہی عربوں جیسی جاہلیت آج بھی پائی جاتی ہے۔ وہی قتل و غارت وہی بدسکونی آج کے دور میں بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ ایک طرف تو نوائے وقت یہ لکھتا ہے کہ آج کے دور میں بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف 1974ء میں فیصلہ کیا گیا کہ کوئی بھی مصلح، ریفارمر اور مذہبی رہنما کسی رنگ اور کسی طرز پر نہیں آسکتا۔ تو پھر انقلاب کیسے آئے گا۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ شائد آج کا مولوی یہ انقلاب لے آئے۔

پس آیئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی انقلاب کی طرف آج واقعی مسلمان اس بات کے محتاج ہیں کہ ان کے لئے ’’کوئی مسیحا بنے خدا کے لئے‘‘ صادق آرہی ہے۔ اس زمانے کے مولوی میں تو وہ روحانیت ہی نہیں کہ ایسا انقلاب لاسکے اور جس نے آنا ہے اس کے آنے کا قانون نے دروازہ بند کر دیا ہے۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 4 مارچ 2011ء میں صفحہ 11 پر پورے صفحہ پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطبہ جمعہ کا خلاصہ فرمودہ 28 جنوری 2011ء حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس خطبہ کی ہیڈ لائن یہ ہیں۔

’’خدا تعالیٰ سے انتہائی قرب پاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کی نجات، محبت الٰہی اور شفاعت کا مقام ملا‘‘

’’اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین اور آپؐ سے محبت کو اپنی محبت قرار دیا‘‘

’’صبر و تحمل، برداشت، عفو اور مستقل مزاجی سے اسلام کا، محبت اور امن کا پیغام پھیلانا ہے‘‘

اس خطبہ جمعہ میں حضور انور نے حدیث قدسی لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ بیان فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی مقام کی نشاندہی کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور تاقیامت تمام زمانوں کے لئے مبعوث ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے انسان اللہ تعالیٰ کی محبت پاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و احسان، پیار، عفو اور صبر سے دعائیں کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا جس نے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ انبیاء سے لوگوں کے سلوک کا جو طریق چلا آرہا ہے۔ اے نبی! تجھ سے بھی ہوگا لیکن تو نے صبر و تحمل، برداشت، عفو اور مستقل مزاجی سے یہ کام کرتے چلے جانا ہے۔ حتی الوسع سختی سے پرہیز کرنا ہے۔

بے ہودہ لوگوں پر، ایذاء دہی پر صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھاتا چلاجا کہ اسلام کا، محبت اور امن کا پیغام اسی طرح پھیلنا ہے۔ پس تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر، آخر کار کامیاب وہی ہوتا ہے جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہوتا ہے۔

فرمایا: پس جہاں تک انبیاء کے مخالفین کی پکڑ کا سوال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے یہی سلوک سب سے بڑھ کر دکھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ایسا کچلا اور پیسا کہ ان کا نام و نشان مٹا دیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کے نظارے اور خدا تعالیٰ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کا سلوک دکھاتا چلا جائے اور ہم حقیقی رنگ میں قرآنی تعلیم کو بھی اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہوں۔ (آمین)

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 4 تا 10 مارچ 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’اتنی ہی ضرورت آج بھی ہے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس مضمون کا خلاصہ گذشتہ اخبار کے حوالہ سے پہلے آچکا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے۔

انڈیا ٹریبون نے اپنی اشاعت 4 مارچ 2011ء میں مکرم عبدالغفار صاحب (نومسلم احمدیہ) کا ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان یہ دیا ہے کہ

’’مسلمان تو صرف امن کے لئے ہے اور جہادیوں کی وجہ سے اسلام کی حقیقی امن اور اس کی خوبصورت تعلیم اوجھل ہوگئی ہے‘‘

یہ مضمون وہی ہے جو اس سے قبل دوسرے اخبار میں شائع ہوچکا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 10 مارچ 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’اتنی ہی ضرورت آج بھی ہے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ یہ مضمون اس سے قبل دنیا انٹرنیشنل کے حوالہ سے پہلے گذر چکا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے۔

دنیا انٹرنیشنل کی اشاعت 11مارچ 2011ء میں خاکسار کا مضمون بعنوان ’’صلح و صفائی اور امن و آشتی کی گم شدہ جنتیں‘‘ خاکسار کی تصویر

کے ساتھ شائع کیا ہے۔ یہ مضمون بھی قبل ازیں نیویارک عوام اور پاکستان ایکسپریس کے حوالہ سے پہلے گذر چکا ہے۔ نفس مضمون وہی ہے۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 11 مارچ تا 17 مارچ 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’عالم اسلام کے لئے دعائیں اور قیام خلافت کی تحریک‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ خاکسار نے اس مضمون میں لکھا ہے کہ عالم اسلام اس وقت بہت ساری بے چینیوں کا شکار ہے۔ لیبیا، مراکش، تیونس، مصر، عراق، انڈونیشیا، ایران، شام، پاکستان۔ مَیں کس کس ملک کا نام لوں۔ دل ان سب کی حالت دیکھ کر خون کے آنسو روتا ہے۔ اور بار بار یہ سوچ ابھرتی ہے کہ ان مسلمانوں کو کیا ہوگیا ہے۔ یہ اپنے ہی لوگوں، اپنے ہی بھائیوں اور ہم وطنوں کے خون کے پیاسے کیوں ہوگئے ہیں۔ یہ کلمہ گو، کلمہ پڑھنے والوں ہی کو کیوں قتل کر رہے ہیں۔ ان کے دل اتنے بے رحم کیوں ہوئے ہیں۔ ان میں اتنی بے حسی آخر کیوں ہے؟ کیا اسلام نے انہیں ہرقسم کی بُرائی، قتل و غارت، خون بہانے کی چھٹی دے دی ہے۔ اسلام نے بتایا ہے کہ انسان کو احسن تقویم بنایا گیا ہے۔ اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے عزت و تکریم عطا فرمائی ہے۔ لیکن پھر یہ بھی بتایا ہے کہ اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اسفل السافلین بھی کر دیا ہے۔ یعنی بدتر۔ اس سے زیادہ بدتری اور کیا ہوگی جس کا نظارہ اس وقت ہم دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی کا رشتہ دار تو نہیں۔ وہ تو اس پر رحم فرماتا ہے جو اپنے آپ کو رحم کے قابل بناتا ہے۔ جب بغداد میں لڑائی ہو رہی تھی اور ہلاکو خاں سب کو قتل و غارت کر رہا تھا تو ایک بزرگ نے دعا کی کہ:

اے اللہ! مسلمانوں پر رحم فرما۔ اور ان کو بچالے۔ تو اس بزرگ کو الہام ہوا۔ ’’اے کافرو! اِن فاجر اور فاسق لوگوں کو قتل کرو۔‘‘

فاسق و فاجر سے مراد مسلمان ہی ہیں۔ یعنی مسلمانوں کو خوب مارو۔

خدا تعالیٰ نے تو فرما دیا ہے کہ اللہ اس قوم کی حالت کبھی نہیں بدلتا جو اپنے آپ کو نہ بدلیں۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ بیمار پڑ گیا۔ ہرقسم کا علاج کرایا گیا مگر شفاء نہ ہوئی۔ کسی نے کہا یہاں ایک بزرگ ہیں ان سے دعا کرائیں جب انہیں کہا گیا تو انہوں نے کہا میں تو دعا کروں گا۔ مگر وہ بے شمار لوگ جو بے قصور اس بادشاہ نے جیلوں میں ڈالے ہوئے ہیں ان کی بددعائیں بھی تو جاری ہیں۔ پھر اکیلے کی دعا کیا کام کرے گی۔ چنانچہ بادشاہ نے ان سب کی رہائی کا حکم دیا اور بادشاہ تندرست ہوگیا۔

خاکسار نے لکھا کہ ہمارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد (خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے گذشتہ جمعہ تمام عالم اسلام کے لئے دعا کی تحریک کی ہے۔ امام جماعت احمدیہ نے خاص طور پر زور دیا کہ دعاؤں سے تمام اہل اسلام اور مسلمانوں کی مدد کریں۔ آپ نے اس طرف بھی توجہ دلائی کہ مسلمانوں کی لیڈرشپ میں بھی تقویٰ ہونا چاہیئے اور یہ سب کچھ تقویٰ کی کمی کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ جواب لوگ لیڈر بن جاتے ہیں تو وہ نہ ہی حقوق اللہ ادا کرتے ہیں اور نہ ہی حقوق العباد۔ لوگوں سے خدا خوفی بالکل ختم ہوگئی ہے۔

خاکسار نے مزید لکھا کہ کچھ عرصہ سے اخبارات میں خلافت کے بارے میں بھی لکھا جا رہا ہے کہ موجودہ بحرانوں کا حل خلافت کا قیام ہے۔ دو سال قبل انڈونیشیا میں بھی ایک لاکھ مسلمان جمع ہوئے اور انہوں نے اپنے جلسے میں خلافت کے حق میں نعرے لگائے اور تقریریں کیں۔ ہندوستان میں بھی یہ تحریک خلافت کے قیام کی اٹھی تھی۔ اور اس کے علاوہ بھی وقتاً فوقتاً یہ تحریک قیام خلافت کی اٹھتی رہتی ہے۔ لیکن افسوس کیوں مسلمان ابھی تک خلافت کو قائم نہیں کر سکے۔ مضامین بھی لکھے جا رہے ہیں جس میں کہا جا رہا ہے کہ قیام خلافت کے لئے لوگ اٹھ کھڑے ہوں اور زور لگائیں۔

خاکسار نے لکھا کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان بحرانوں سے خلافت ہی نکال سکتی ہے۔ یہ تو بالکل درست ہے۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں اور زور لگائیں۔ یہ طریق غلط ہے نہ پہلے کبھی ایسا ہوا اور نہ آئندہ اس طریق سے خلافت قائم ہو سکے گی۔ لوگ خلافت کو قائم نہیں کرتے اور نہ ہی لوگوں کے زور لگانے سے یا چاہنے سے کوئی خلیفہ بن سکتا ہے۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو عالم اسلام سب اکٹھا ہو کر ایسا کر سکتے تھے لیکن ایسا نہ ہوا۔ کیوں؟ اس لئے کہ خلیفہ بنانا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اگر وہ بن بھی گیا تو وہ سیاسی خلیفہ ہوگا لوگوں کے ووٹ سے بنے گا اور وہ اس کو کسی وقت معزول بھی کر سکتے ہیں پھر۔

اصل بات یہ ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ اور اس بات پر سورۃ النور کی آیت 56 شاہد و ناطق ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ انعام خلافت ان کو دیا جاتا ہے جو اعمال صالحہ بجالاتے ہیں۔ اب سوچیں پاکستان میں کتنے اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں؟ اخبارات اور T.V دیکھ لیں ایک حشر برپا ہے۔ تقویٰ کی کمی ہے۔ عبادات کی روح نہیں ہے۔ لوگوں کے حقوق مارے جا رہے ہیں۔ ہر نیکی کا جنازہ نکل گیا ہے۔ اور باقی دنیا کے مسلم ممالک کا بھی یہی حال ہے۔ پھر خلافت کیسے قائم ہوگی!

ایک امام دوسری مسجد کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو قائل نہیں۔ پھر ایک کی خلافت کو کون مان لے گا؟

پھر جو طریق خلافت کے قیام کا خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اس سے تو انحراف ہے۔ پھر خلافت کیسے قائم ہوگی۔ وہ دروازہ جس کے ذریعہ خلافت نے آنا ہے اس کو تو مسلمان بند کر چکے ہیں اور وہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ہے کہ اسلام کی پہلی تین صدیاں ٹھیک رہیں گی اس کے بعد جابر و ظالم حکمران بن جائیں گے پھر خدا تعالیٰ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم فرمائے گا۔ گویا پیشگوئی آخری زمانے سے تعلق رکھتی ہے کہ جب مسیح موعود اور امام مہدی آئے گا تو ان کی وفات کے بعد خلافت جاری ہوگی۔ پس خلافت خدا کا انعام ہے۔ خدا ہی اسے جاری کرے گا۔ اپنی کوششوں سے خلافت نہیں آسکتی۔ اور نہ آئے گی مسلمان اس کو آزما چکے ہیں۔ خدائی قاعدہ اور خدائی تدبیر کو چھوڑ کر خلافت کا قیام عبث ہے۔

اس کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ کا عقیدہ لکھا ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہی مسیح و مھدی نے آنا ہے۔ کوئی باہر سے نہ آئے گا یعنی بنی اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰ تشریف نہیں لائیں گے کیوں کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ’’رَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ‘‘۔ پس قرآن پر دھیان دینے کی ضرورت ہے۔ جوش کی بجائے ہوش سے کام لیں۔ ہمارے پیارے رسول زندہ رسول ہیں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے بلند مقام ختم نبوت پر فائز ہیں کہ ان کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کئی عیسیٰ بنا سکتا ہے۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 11 مارچ 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’عالم اسلام کے لئے دعائیں‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ یہ وہی مضمون ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے نفس مضمون بالکل وہی ہے۔

پاکستان جنرل نے اپنی اشاعت 11 مارچ 2011ء میں صفحہ 2 پر پورے صفحہ پر 12 رنگین تصاویر کے ساتھ ہمارے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی۔ تصاویر میں 3 تصاویر سامعین کی ہیں۔ ایک میں ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب تقریر کر رہے ہیں۔ ایک تصویر میں عاصم انصاری صاحب تقریر کر رہے ہیں اور سٹیج ٹیبل پر خاکسار، ایک غیر مسلم مہمان، مولانا نسیم مہدی صاحب، مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب۔ ایک تصویر میں ایک خادم تقریر کر رہے ہیں۔ ایک تصویر میں برادر علیم ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ ایک میں مہمان تقریر کر رہے ہیں۔ ایک تصویر میں مولانا نسیم مہدی صاحب تقریر کر رہے ہیں۔ ایک تصویر میں امجد محمود خان صاحب کا تعارف کرا رہے ہیں۔ صرف تصاویر ہی ہیں اور ہیڈ لائن یہ ہے کہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس بیت الحمید چینو میں منعقد ہوئی اس موقع پر لی گئی چند تصاویر۔

ڈیلی بلیٹن نے اپنی اشاعت 12 مارچ میں ایک خبر شائع کی ہے اور اس اخبار نے لکھا ’’دہشت گردی سے متعلق ایوان زیرسماعت کی تنقید اور امام کا جواب‘‘۔ یہ خبر خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ جس کے نیچے لکھا کہ امام شمشاد اے ناصر آف مسجد بیت الحمید چینو۔

خبر کا ماحصل یہ ہے۔ مقامی احمدیہ کمیونٹی نے اس ہفتے شہر میں ہونے والی دہشت گردی کی تحقیقات کرنے والی ٹیم کے پینل کے خلاف سخت رویے کا اظہار کیا ہے۔ کیونکہ نیویارک کے ریپبلکن پیٹرکنگ جس نے اس مقدمہ کی سماعت کرنی تھی کا کہنا ہے کہ امریکی مسلم کمیونٹی، دہشت گردی کے خلاف بولنے کے لئے خاطر خواہ کوشش نہیں کر رہی اور پولیس کی مدد کرنے سے بھی گریزاں ہے۔

اوبامہ انتظامیہ کو تشویش ہے کہ جو لوگ بھی القاعدہ کے خلاف بیانات دیتے ہیں اس میں وسیع تر مفاد کے پیش نظر صرف اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ امریکہ اسلام کے خلاف جنگ کر رہا ہے۔

چینو میں موجود مسجد بیت الحمید کے امام سید شمشاد احمد ناصر نے بھی انتظامیہ کے ان خدشات کی تصدیق کی ہے جو کہ انہیں ہوم لینڈ سیکیورٹی کے مقدمہ کی سماعت کے بارہ میں لاحق ہیں۔

امام شمشاد نے کہا کہ پیٹرکنگ کو اس بات سے آگاہ ہونا چاہیئے کہ اس طرح کا بیان اس کے مقاصد کے لئے مضر ثابت ہوسکتا ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ جنہوں نے ان کی حمایت اور مدد کا سوچا ہوگا اب وہ اس کے مقاصد کے بارے میں بہت شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں۔

امام شمشاد نے پیٹرکنگ کے حالیہ تبصرے پر خاص طور پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے کہ انہوں نے امریکہ کو مسلم برادری کی طرف سے ایک حقیقی خطرہ قرار دیا ہے حالانکہ انہیں پہلے تحقیقات کرنا چاہیئے تھی کہ اس کی تہہ میں اصل کیا بات ہے۔ امام شمشاد نے مزید کہا کہ ان کے بیان نے تمام مسلمانوں کو ہر ممکن خطرہ کے طور پر شامل کرلیا ہے۔ بدقسمتی سے ایسے بے سوچے سمجھے بیانات ہی مسلمانوں کو اس کے مقصد کی حمایت کرنے سے روکتے ہیں۔

کنگ نے یہ بھی کہا کہ شہر میں ہونے والی دہشت گردی القائدہ کی ہی طرف سے ہوئی ہے اور یہ ان کی حکمت عملی کا حصّہ ہے کہ وہ امریکہ پر حملے جاری رکھے ہوئے ہیں۔

امام شمشاد نے اس بات پر زور دے کر کہا کہ یہ ان امریکی مسلمانوں کا ہی مسئلہ نہیں ہے اور پھر یہ کہ اگر مسٹر کنگ کی اجتماعی سماعت کا اصل مقصد تمام امریکی مسلمانوں کو متاثر کر رہا ہے یا پھر بڑے پیمانے پر اسلام پر حملہ کرنا ہے تو ایسی سماعت بہت ہی گمراہ کن ہے اور اسے فوری طور پر روکنا چاہیئے۔ اس کے اچھے نتائج نہیں نکلیں گے۔

ڈیلی بلٹن نے 12 مارچ 2011ء میں صفحہ A13 پر ہمارا مختصر اشتہار شائع کیا ہے جس میں اسلام کے تحت، ہماری مسجد کا نام اور ایڈریس اور فون نمبر دیا گیا ہے نیچے مسجد میں روزانہ ہونے والے پروگرام کی تفصیل لکھی ہوئی ہے مثلاً روزانہ پانچ نمازیں، درس القرآن اور درس الحدیث، فری لیکچر اسلام پر، اسلامی تعلیمات پر سنڈے کلاس، جمعہ اور خطبہ انگریزی میں، ہفتہ وار ریڈیو پروگرام، قرآن کریم مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ میسر ہیں، اور جماعت کی ویب سائٹ بھی دی ہوتی ہے۔

(باقی آئندہ بروز بدھ ان شاء اللہ)

دنیا میں ایک نذیر آیا

شمشاد احمد قمر۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی

گزشتہ کئی سالوں سے دنیا قدرتی آفات کی لپیٹ میں ہے۔ زلزلوں، وباؤں، جنگوں اور سیلاب کی صورتحال نے بڑی بڑی طاقتوں سمیت دنیا کو ہلا کے رکھ دیا ہے۔ ہمارا وطن عزیز پاکستان بھی اسی صورتحال سے دوچار ہے۔ آجکل سیلاب نے پورے ملک میں تباہی مچادی ہے۔ ہزاروں افراد جاں بحق، سینکڑوں بستیاں ویران، لاکھوں گھر تباہ و برباد ہوگئے اور کروڑوں افراد بے یارو مددگار سڑکوں کے کنارے خیمہ زن یا مختلف مقامات پہ پناہ کی تلاش میں ہیں۔ لاکھوں مویشی ہلاک اور لاکھوں ایکڑ پہ کھڑی فصلیں تباہ وبرباد ہوگئی ہیں جس کی وجہ سے ماہرین مستقبل میں خوراک کی قلّت کے باعث قحط کی صورتحال پیدا ہونے کے امکان سے خبردار کر رہے ہیں۔ پاکستان میں 1961ء سے قبل بارش کا ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔اس کے بعد سے ریکارڈ رکھا جارہا ہے۔ اس ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں ہونے والی معمول کی بارشوں کی نسبت اس سال 500 فیصد زیادہ بارش ہوئی ہے جس سے سیلاب کی شدّت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ملک میں جب بھی ایسی صورتحال پیدا ہوتی ہے تو ایک بحث چھڑ جاتی ہے کہ یہ عذاب ہے یا آزمائش ہے۔ اکتوبر 2005ء میں بھی زلزلہ سے تباہی و بربادی نے ایک قیامت کا منظر برپا کر دیا تھا جسے دیکھ کے ہر شخص پکار اُٹھا تھا کہ یہ اللہ کا عذاب ہے۔ تباہی ایسی تھی کہ آزاد کشمیر کے وزیر اعظم بھی ایک خیمہ میں پناہ لینے پہ مجبور ہو گئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ آزاد کشمیر کے سابق صدر سردار عبدالقیوم خان سے ایک صحافی نے پوچھا کہ آپ اس موقع پہ کیا کہیں گے؟ تو ان کی زبان سے برجستہ نکلا کہ ’’یہ اللہ کا عذاب ہے‘‘۔ لیکن پھر فوراً ہی بولے عذاب تو نہیں تاہم یہ ایک آزمائش ہے۔

آج کل بھی کچھ ایسی ہی صورتحال نظر آتی ہے۔سوشل میڈیا پہ اس بارے میں بہت کچھ کہا جارہا ہے۔ لوگ اسے عذاب الٰہی قرار دے رہے ہیں۔ سندھ اسمبلی کے سپیکر سراج درّانی صاحب کو TV پہ کہتے یہ ہوئے سنا گیا کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے اور قرآن کریم میں سب لکھا ہوا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔قرآن سے دوسری قوموں کے حالات پڑھ لیں۔ ایک اور کالم نویس اوریا مقبول جان صاحب اس بارے میں اخبار ایکسپریس 28 جولائی 2010ء میں لکھے گئے اپنے ایک کالم بعنوان ’’ڈورا ٹوٹ چکا‘‘ کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہیں ایک اہل نظر نے بتایا تھا کہ پاکستان والوں نے اگر توبہ و استغفار نہ کی تو اللہ کا عذاب تیار ہے۔ یہ اہل نظر کون ہوتے ہیں؟ اس بارے میں وہ اپنے اسی کالم میں لکھتے ہیں کہ ’’ان صاحبان بصیرت اور اہل نظر کی گفتگو کو سائنس کے ترازو میں نہیں تولا جاسکتا۔ ان کی صداقت کا ایک ہی ثبوت ہوتا ہے کہ وہ عام زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ان کے کردار پر انگلی نہیں اٹھائی جاسکتی۔ راستبازی اور پاکبازی ان کی پہچان ہوتی ہے اور شریعت محمدی کی اتباع اُن کی مقصد اولیٰ۔ ایسے لوگ اللہ کے سربستہ رازوں کے امین ہوتے ہیں اور ان کی زبان سے نہ دعوے نکلتے ہیں اور نہ وہ اس امانت میں خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ البتّہ جب اللہ ان کی بستی والوں سے ناراض ہو تو وہ بستی والوں کو خبردار ضرور کرتے ہیں‘‘

سوشل میڈیا پہ بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس کے بعد مارگلہ میں طیّارہ گرا پھر سیلاب کا عذاب آیا۔ اس کے بعد اللہ نے 12 سال تک مہلت دی۔ پھر مورخہ 30، اگست 2022ء کو اپنے کالم ’’حرف راز‘‘ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت دیئے جانے کا ذکر کر کے لکھتے ہیں ’’لیکن بحیثیت قوم ہم نے ان سیلابوں کو اللہ کے عذاب یا ناراضگی کے طور پر نہیں لیا۔۔۔ٹھیک بارہ سال بعد ایک بار پھر اہل نظر نے ایسی وارننگ میرے گوش گزار کی تھی اور میں نے وہ پیغام ڈیڑھ ماہ قبل مختلف میڈیا کے راستے عوام تک پہنچا دیا تھا‘‘ پھر سورۃ الانفال آیت 26 کے مطابق ہر خاص و عام پر خدا کے اجتماعی عذاب کا ذکر کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ ’’ایک اجتماعی رویّہ جس کی وجہ سے ہر خاص و عام پر عذاب آتا ہے، اس کی نشاندہی رسول اکرم ﷺ نے فرمادی، ’’اللہ عوام کو خاص لوگوں کے بُرے اعمال کے سبب عذاب نہیں دیتا، جب تک وہ اپنے درمیان بُرائی کو کھلے عام پائیں اور اس کو روکنے پر قادر ہونے کے باوجود نہ روکیں۔ جب وہ ایسا کرنے لگیں تو اللہ ہر خاص و عام کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے (مسند احمد، مؤطہ امام مالک، طبرانی) اہل نظر کہتے ہیں کہ پاکستانی قوم میں ایک عیب اب بہت عام ہوگیا ہے کہ یہ قوم اسقدر بے حس ہوچکی ہے کہ بُرائی کو بالکل نہیں روکتی بلکہ الٹا پسند کرتی ہے اور بُرائی کرنے والے کی مدد کرتی ہے۔ ایسے لوگوں کی ہر جگہ حمایت کرتی ہے اور ایسے افراد کی نافرمانیوں کا دفاع کرتی ہے۔ ایسی قوم کو اللہ جھنجوڑنے کے لئے یہ عذاب نازل کر رہا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ یہ عذاب کیوں دیتا ہے؟ اس بارے میں گفتگو کرتے ہوئے اوریا مقبول جان نے قرآن کریم کی سورۃ البقرہ آیت 86 کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ کیا تم کتاب کے بعض حصّہ پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔یعنی کتاب کے کچھ حصّہ کو چھپانے یا چھوڑنے کی وجہ سے عذاب آتا ہے اور جب اللہ کسی قوم کے متعلق عذاب کا فیصلہ کرتا ہے تو کیا کرتا ہے؟ اس بارے میں انہوں نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 17 کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم کسی قوم پر عذاب نازل کرنے لگتے ہیں تو ہم اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ ہماری نافرمانی کریں۔ (جب وہ نافرمانی کرتے ہیں تو اس پہ پھر اللہ کا عذاب واجب ہو جاتا ہے)۔

(حقیقت tv،28 اگست 2022 بعنوان اوریا مقبول جان کا حقیقت tv کو تہلکہ خیز انٹرویو)

غرض پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرونک میڈیا ہر جگہ لوگ پکار رہے ہیں کہ اللہ ہم سے ناراض ہوگیا ہے۔ یہ اللہ کا عذاب ہے اور ہم تباہی وبربادی کی طرف جارہے ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ اللہ ناراض ہے اور ہمیں غلط کام کرنے اور برائیوں سے روکنے کے بجائے بُرے لوگوں کا ساتھ دینے کی وجہ سے عذاب دے رہا ہے، اپنی غلطیوں کی طرف کوئی توجہ نہیں کر رہا۔سب ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہیں اور خود انہیں مظالم اور بے انصافیوں میں مبتلاء ہیں جن سے دوسروں کو منع کرتے ہیں۔ حالانکہ یہی وہ بات ہے جو اللہ کی سخت ناراضگی کا سبب بنتی ہے کہ دوسروں کو نصیحت کی جائے اور خود اس پر عمل نہ کیا جائے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳﴾ کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۴﴾ (الصّف: 3-4) کہ اے ایمان والو! وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک یہ بات سخت غصّہ دلانے والی ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں ہو۔

یہاں ایک اور غلطی کا ازالہ کرنا ضروری ہے کہ ان صاحب نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 17 کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم کسی قوم پر عذاب نازل کرنے لگتے ہیں تو ہم اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ ہماری نافرمانی کریں۔ یہ درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ نافرمانی کا حکم دیتا ہے۔ یہ اس آیت کو سیاق و سباق کے مطابق نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ اگر سیاق و سباق کو مدّنظر رکھا جائے تو اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ عذاب کا ایک واضح اصول بیان فرماتا ہے کہ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا (بنی اسرائیل: 16) کہ ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے جب تک کہ ایک رسول نہ بھیج دیں (اور حجّت تمام نہ کر دیں)۔ اس کے بعد فرمایا کہ وَاِذَاۤ اَرَدۡنَاۤ اَنۡ نُّهۡلِكَ قَرۡیَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِیۡهَا فَفَسَقُوۡا فِیۡهَا فَحَقَّ عَلَیۡهَا الۡقَوۡلُ فَدَمَّرۡنٰهَا تَدۡمِیۡرًا (بنی اسرائیل: 17) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک

کرنے کا ارادہ کریں تو اس کے آسودہ حال لوگوں کو (نیکی کا) حکم دیتے ہیں۔جس پر وہ نافرمانی کرتے ہیں۔تب اس بستی کے متعلق ہمارا کلام پورا ہو جاتا ہے اور ہم اسے تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔مطلب یہ نہیں کہ اللہ نافرمانی کا حکم دیتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ عذاب سے قبل اللہ تعالیٰ اپنا رسول بھیج کر نیکی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جب لوگ رسول کے ذریعہ ملنے والے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں اور نیکی سے انکار کرتے ہیں تو پھر ان پر اللہ کے عذاب کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ خود نافرمانی کا حکم دے اور پھر خود ہی نافرمانی پر عذاب نازل کر دے۔حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

’’وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا اور ہم سزا نہیں دیا کرتے یہاں تک کہ ہم ایک رسول بھیج لیں۔۔۔۔۔ایک اور جگہ فرمایا کہ اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيۡرُ (فاطر:38) کیا تم کو ہم نے اس قدر عمر نہیں دی کہ جس کی سمجھنے کی نیّت ہوتی، اس میں سمجھ سکتا تھا اور پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ تمہارے پاس ہوشیار کرنے کے لئے رسول بھی بھیجے۔اسی طرح (سورۃ) قصص رکوع 6 میں فرمایا وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهۡلِكَ الۡقُرٰى حَتّٰى يَبۡعَثَ فِىۡۤ اُمِّهَا رَسُوۡلًا تیرے خدا کی شان کے خلاف ہے کہ وہ اس کے مرکزی مقام میں نبی بھیجے بغیر کسی بستی کو ہلاک کر دے۔اور پھر سورہ قصص رکوع 5 میں فرمایا وَلَوۡلَاۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ مُّصِيۡبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ فَيَقُوۡلُوۡا رَبَّنَا لَوۡلَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَيۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ یعنی اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ ان لوگوں کو اپنے اعمال کی وجہ سے کوئی عذاب پہنچا تو یہ کہہ دیں گے کہ اے ہمارے رب کیوں نہ آپ نے ہماری طرف رسول بھیجا کہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے آپ کے احکام کی تعمیل کرتے، تو ہم ان کو بغیر رسول بھیجے ہی عذاب دے دیتے۔مگر چونکہ یہ عذر ان کا معقول ہوتا، ہم نے اس عذر کو توڑ دیا ہے اور ہمیشہ پہلے رسول بھیجتے ہیں۔ پھر اس کے انکار کے بعد عذاب لاتے ہیں۔

ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سنّت الٰہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر رسول بھیجنے کے کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا۔یعنی اتنے وسیع علاقہ پر جو نبیٔ وقت کا مخاطب ہو، اس وقت تک عذاب نہیں آتا جب تک پہلے ایک اور نبی خواہ وہ پہلے نبی کا تابع ہی کیوں نہ ہو، ظاہر ہو کر لوگوں کو ہوشیار نہ کر دے‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 314-315)

پھر آپؓ اگلی آیت یعنی وَاِذَاۤ اَرَدۡنَاۤ اَنۡ نُّهۡلِكَ قَرۡيَةً اَمَرۡنَا مُتۡرَفِيۡهَا فَفَسَقُوۡا فِيۡهَا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’بعض مخالفین اسلام نے اس آیت کے یہ معنے کئے ہیں کہ خدا تعالیٰ بڑے لوگوں کو یہ حکم دیتا ہے کہ بدکار ہو جاؤ اور یہ غلط معنے کر کے اس پر اعتراض کیا ہے کہ آپ ہی پہلے گمراہ کیا پھر عذاب میں مبتلاء کر دیا۔۔۔یہ معنے بالبداہت غلط ہیں اور عربی زبان سے ناواقفیت کی وجہ سے کئے گئے ہیں۔اور اعتراض قرآن کریم پر نہیں پڑتا بلکہ ان لوگوں کے علم پر پڑتا ہے۔اصل مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ ہم ان کو حکم دیتے ہیں۔یعنی بعض خاص امور پر چلنے کا حکم دیتے ہیں جو حکم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے سبب سے بہر حال نیکی کا حکم ہوتا ہے۔مگر وہ نافرمان ہو جاتے ہیں۔ یعنی اس (نیکی کے) حکم کو نہیں مانتے۔غرض اس جگہ امرنا کا مفعول ثانی محذوف ہے۔۔۔قرآن کریم نے بار بار اس امر کو بیان کیا ہے کہ خدا تعالیٰ جب حکم دیتا ہے نیکی کا ہی حکم دیتا ہے۔ چنانچہ سورہ نحل رکوع ۱۳ میں فرما چکا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِيۡتَآىِٕ ذِى الۡقُرۡبٰى وَيَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ وَالۡبَغۡىِ (النحل: 91) یعنی اللہ تعالیٰ عدل اور احسان اور اُس نیکی کا جس میں بدلے کا خیال تک بھی دل میں نہیں ہوتا، حکم دیتا ہے۔اور باطنی بدی اور ظاہری بدی اور ظلم سے روکتا ہے۔ اسی طرح سورۂ اعراف میں ہے قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ (الاعراف:29) تو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز بدی کا حکم نہیں دیتا۔ پس چونکہ یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کا ہی حکم دیتا ہے۔مفعول ثانی کو محذوف کر دیا گیا ہے اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس قوم کو ایک رسول کے ذریعے سے نیک احکام پر چلنے کا حکم دیتا ہے۔ مگر بجائے اس حکم سے فائدہ اُٹھانے کے وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں بڑھ جاتے ہیں۔

اس جگہ یہ جو فرمایا ہے کہ اَمَرۡنَا مُتۡرَفِيۡهَا کہ ہم بستی کے مترفوں کو حکم دیتے ہیں۔اس کے یہ معنی نہیں کہ صرف مالداروں کو خدا کا حکم ملتا ہے، بلکہ مترف کے معنی اس جگہ اَلَّذِیۡ یَصۡنَعُ مَا یَشَاءُ وَلَا یَمۡنَعُ کے ہیں۔یعنی ایسا شخص جو اپنی مرضی پر چلتا ہے اور نیک بات کو نہیں مانتا۔ اور اس لفظ میں سب کے سب وہ لوگ شامل ہیں جو بدی میں مبتلاء ہوتے ہیں، خواہ غریب ہوں یا امیر۔۔۔۔پس جب نبی آتا ہے تو وہ عام حکم لاتا ہے۔ ماننے والے مان لیتے ہیں اور انکار کرنے والے انکار کرتے ہیں۔

قریہ سے مراد یہاں پر بستی نہیں بلکہ امّ القریٰ مراد ہے۔یعنی جس بستی کو اس زمانہ کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے مرکز تجویز کیا ہو۔ جیسا کہ قرآن میں ایک اور جگہ فرمایا کہ حَتّٰى يَبۡعَثَ فِىۡۤ اُمِّهَا رَسُوۡلًا (القصص:60) کہ ہم عذاب نازل کرنے سے پہلے امّ القریٰ میں رسول بھیج لیتے ہیں‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 316-317)

پس اس سے واضح ہوتا ہے کہ عذاب الٰہی چونکہ کسی نبی کی بعثت کے بغیر نازل نہیں ہو سکتا لہٰذا ان تمام دوستوں سے عاجزانہ اپیل ہے کہ قرآن کریم پر غور فرمائیں اور سوچیں کہ اجتماعی طور پر مسلسل کس غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے یہ عذاب اور سزائیں ہر خاص و عام پر نازل ہو رہی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر ان لوگوں کے بقول پوری دنیا پہ عذاب بن کے آنے والا کرونا، وبائیں اور لڑھکتے ہوئے پتھروں کا سیلاب وغیرہ عذاب یا سزا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول بھیجا ہے؟ یا دوسرے لفظوں میں اگر یہ عذاب ہے اور اللہ نے کوئی رسول نہیں بھیجا تو پھر کیا اللہ تعالیٰ نے نعوذباللہ وعدہ خلافی کی کہ رسول بھیجے بغیر عذاب پہ عذاب نازل کرتا چلا جا رہا ہے؟ اللہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ (آل عمران: 10) کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سزا سے قبل اپنے وعدہ کے مطابق ضرور کسی کو اپنا رسول اور نبی بنا کے بھیجا ہے۔جس کو جھٹلا کر نہ صرف شریعت کی نافرمانی کی جارہی ہے بلکہ اس کی جماعت کے خلاف ظلم اور ناانصافی کی جارہی ہے اور قوم اس ظلم اور ناانصافی میں پورا ساتھ دے رہی ہے جیسا کہ ان صاحب نے لکھا ہے کہ ’’قوم میں ایک عیب اب بہت عام ہو گیا ہے کہ یہ قوم اسقدر بے حس ہو چکی ہے کہ بُرائی کو بالکل نہیں روکتی بلکہ الٹا پسند کرتی ہے اور بُرائی کرنے والے کی مدد کرتی ہے۔ایسے لوگوں کی ہر جگہ حمایت کرتی ہے اور ایسے افراد کی نافرمانیوں کا دفاع کرتی ہے۔ ایسی قوم کو اللہ جھنجوڑنے کے لئے یہ عذاب نازل کر رہا ہے۔‘‘

غور طلب بات ہے کہ آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے اگر اس زمانے میں فتنے پھوٹنے کی پیشگوئی فرمائی تھی اور ساتھ عذاب الٰہی سے بھی ڈرایا تھا تو یقیناً اس عذاب سے قبل کسی مامور من اللہ کے ظہور کی پیشگوئی بھی کی ہو گی۔ کیونکہ عذاب رسول بھیجے بغیر نہیں آیا کرتا۔ جب ہم قرآن و حدیث کو دیکھتے ہیں تو کثرت سے ایک آنے والے موعود کی پیشگوئیاں ملتی ہیں۔آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا تھا کہ اس دور میں جب دنیا میں ہدایت کا فقدان ہو گا اور ضلالت و گمراہی کا دور دورہ ہو گا تو اس امّت کی اصلاح کے لئے اللہ کی طرف سے حضرت مسیح علیہ السلام امام مہدی کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ فرمایا ’’ لَا يَزْدَادُ الْاَمْرُ إِلَّا شِدَّةً، وَلَا الدُّنْيَا إِلَّا إِدْبَارًا، وَلَا النَّاسُ إِلَّا شُحًّا، وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شِرَارِ النَّاس وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ (ابن ماجه،كتاب الفتن، باب شدّة الزّمان) کہ معاملہ شدّت اختیار کر جائے گا، دنیا میں ادبار بڑھتا چلا جائے گا، لوگ بخیل ہوتے جائیں گے، اور قیامت بدترین لوگوں پہ برپا ہو گی اور (اس وقت) عیسیٰ بن مریم کے سوا اور کوئی مہدی نہ ہو گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ يُوشِكُ مَنْ عَاشَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ إِمَامًا مَهْدِيًّا وَحَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَتُوضَعُ الْجِزْيَةَ، وَتَضَعُ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا (مسند احمد بن حنبل جلد 2) کہ قریب ہے کہ جو تم میں سے زندہ رہے وہ مسیح ابن مریم سے امام مہدی اور حَکم و عدل ہونے کی حالت میں ملاقات کرے۔ وہ صلیب کو توڑے گا، خنزیر کو قتل کرے گا، جزیہ ختم کر دیا جائے گا اور جنگ اپنے اوزار رکھ دے گی۔یعنی اس دور میں دین کے لئے جنگیں نہیں ہوں گی بلکہ سیاسی جنگیں ہوں گی۔اسی طرح فرمایا کہ كيف تهلكُ أُمَّةٌ أنا أوَّلُها وعيسى بن مريمُ آخرُها (كنزالعمال، حرف القاف، كتاب القيامه، من قسم الاقوال، زیر نزول عیسیٰ) وہ امّت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اوّل حصّہ میں خود مَیں ہوں اور آخر میں میں عیسیٰ بن مریم ہوں گے۔پھر فرمایا کہ خيرُ هٰذِهِ الاُمَّةِ أوَّلُها واٰخِرُها أوَّلُها فيهم رسولُ الله واٰخِرُها فيهم عيسىٰ ابنُ مريمَ وبينَ ذٰلك فيجٌ أعوجٍ ليسُوا مِنِّي ولَستُ مِنهُم (كنزالعمال حرف القاف، كتاب القيامه، من قسم الاقوال، زير نزول عيسیٰ) کہ اس امّت کا اوّل اور آخر سب سے بہتر ہے۔ (کیونکہ)

اس کے اوّل حصّہ میں اللہ کا رسول خود ہے اور آخرین میں عیسیٰ بن مریم ہوں گے۔ اس کے درمیان فیج اعوج (یعنی ٹیڑھے پن) کا دور ہے۔ ان کا مجھ سے اور میرا اُن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور اس آنے والے مسیح کو آنحضور ﷺ نے مسلم کی حدیث میں چار مرتبہ نبی اللہ فرمایا۔ خاکسار اس وقت زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ تاہم مختصراً اتنا عرض کر دوں کہ قرآن وحدیث اور تاریخِ انبیاء و مذاہب میں واضح اشارے اور ثبوت موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، آنے والا موعود مسیحؑ اسی اُمّت سے ہوگا اور وہ نبی ہوگا۔ مسیح اور مہدی دو الگ وجود نہیں بلکہ مسیح موعود ہی امام مہدی ہوگا، آنے والا امام دمشق سے مشرق کی جانب (ہندوستان میں) ظاہر ہوگا۔

جاء المسیح جاء المسیح

چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق آج سے قریباً سوا سو قبل جب اسلام سمیت دیگر تمام مذاہب کے پیروکار دُنیا کی پستی اور ضلالت و گمراہی کو دیکھ کر پکار اُٹھے تھے کہ اُس موعود کے ظہور کا یہی وقت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اُس موعود کے ظہور کی التجائیں کر رہے تھے، ہندوستان کی ایک گمنام بستی قادیان میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اپنا مسیح و مہدی بنا کے اس دنیا کو ہوشیار کرنے کے لئے مبعوث کیا اور آپ علیہ السلام کو الہام کیا کہ ’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا‘‘ (الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 303) اس سے یہ ظاہر تھا کہ دنیا سنّت الاوّلین کے مطابق اس موعود کو جھٹلائے گی۔ اس کی جماعت کے ساتھ حقارت سے پیش آئے گی۔ ان پہ ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گی اور خدا کے غضب کو دعوت دے گی۔ اس وقت ایک طرف تو دُنیا اس کی جماعت پر زور آور حملے کر کے سمجھے گی کہ ہم اس جماعت کو تباہ کر دیں گے لیکن وہ تمام قدرتوں اور طاقتوں کا مالک خدا اس کی حفاظت کرے گا اور اس پر ترقیات کے دروازے کھول کر اسے بڑھاتا چلا جائے گا۔ دوسری طرف خدا کے غیض وغضب کے زور دار حملے زلزلوں، جنگوں، وباؤں اور سیلابوں سے تباہی و بربادی کی صورت میں ظاہر ہوں گے اس کی جماعت پر دُنیا کے حملوں سے انہیں خدا بچائے گا لیکن خدا کے حملوں سے دنیا کو بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ یہی زور آور حملےس مسیح موعود علیہ السلام کی سچّائی کو ثابت کریں گے۔

معیار صداقت

سوشل میڈیا پہ وہی صاحب اہلِ نظر بزرگوں کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ’’ان کی صداقت کا ایک ہی ثبوت ہوتا ہے کہ وہ عام زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ ان کے کردار پر انگلی نہیں اٹھائی جا سکتی۔ راستبازی اور پاکبازی ان کی پہچان ہوتی ہے اور شریعت محمدی کی اتباع اُن کی مقصد اُولیٰ‘‘۔ انہوں نے جو معیارِ صداقت اہل نظر کے لئے بیان کیا ہے، یہ وہی معیار ہے جس پہ ہمیشہ سے انبیاء کرام اپنے آپ کو پیش کرتے آئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ’’تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے۔ اگر میں سچ بولتا ہوں تو میرا یقین کیوں نہیں کرتے؟‘‘ (یوحنّا باب 8 آیت 46) اسی طرح فرمایا ’’میں اتنی مدّت سے تمہارے ساتھ ہوں کیا تو مجھے نہیں جانتا‘‘ (یوحنّا باب 14 آیت 9) آنحضور ﷺ کی صداقت کے نشان کے طور پہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی! انہیں کہہ دے کہ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ (یونس: 17) کہ میں اس سے قبل تم میں ایک عرصہ دراز گذار چکا ہوں کیا تم عقل نہیں کرتے۔ یعنی کسی نبی کی دعویٰ سے پہلے کی عمر دیکھ لو اگر اس عرصہ میں اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور پاکبازی اختیار کی ہے تو ممکن نہیں کہ ایسا انسان اللہ پر جھوٹ گھڑنے لگے۔ تذکرۃ الاولیاء میں حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ’’جو شخص جوانی میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوگا، وہ بڑھاپے میں بھی اللہ ہی کا تابعدار ہوگا‘‘ (تذکرۃ الاولیاء، مصنّفہ شیخ فرید الدین عطّار، باب 76، حالات حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار)۔ اسی طرح، امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی صداقت کے لئے قرآن کریم کی یہی دلیل پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

’’اور تم کوئی عیب، افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے، یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں سے ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کرسکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتدا سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 64)

یہ آپ علیہ السلام کا دعویٰ ہی نہیں تھا بلکہ آپ کے شدید مخالفین بھی دعویٰ سے قبل آپ کی نیکی، تقویٰ اور پاکیزگی کے گواہ تھے۔ ان میں سے صرف ایک مثال پیش ہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب جو آپ علیہ السلام کے دعویٰ کے بعد شدید مخالف ہو گئے تھے، آپ کے دعویٰ سے قبل اپنے رسالہ اشاعۃ السنّہ میں لکھتے ہیں کہ ’’مولّف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے (واللّٰہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار وصداقت شعار ہیں‘‘ (اشاعۃ السنۃ جلد 7 نمبر 9)۔ پھر کتاب براہین احمدیہ پہ ریویو لکھتے ہوئے تحریر کیا کہ ’’ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانے میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی۔۔۔ اور اس کا مؤلّف (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) بھی اسلام کی مالی و جانی وعلمی ولسانی وحالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے‘‘

(اشاعۃ السنۃ جلد 6 نمبر 6)

پس خدا کے نزدیک اس زمانہ میں اصل اہلِ نظر تو وہ پاک وجود ہے جس کو خدا نے خود چنا ہے۔ جسے حضرت محمد ﷺ کی غلامی میں پوری دنیا کی طرف اتمام حجّت کے لئے رسول بنا کے بھیجا ہے۔ وہ جس نور سے دیکھتا ہے کوئی اور خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ دنیا اس نورِ الٰہی کو مٹانے کے درپے ہوگئی لیکن خدا نے اس کی حفاظت فرمائی اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اس کے ذریعہ سے اِس آخرین کی جماعت میں خلافت قائم فرمادی۔ اس موعود امام کے دَور میں حضور ﷺ کی بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے مطابق فتنوں ڈورا ٹوٹ گیا تو محمد ﷺ کے اُس غلامِ کامل نے خدا سے خبر پا کر زلزوں، وباؤں، جنگوں اور سیلاب کی وعیدی خبریں دیتے ہوئے فرمایا کہ

’’یاد رہے کہ مسیح موعود کے وقت میں موتوں کی کثرت ضروری تھی اور زلزلوں اور طاعون کا آنا ایک مقدّر امر تھا۔ یہ معنی اس حدیث کے ہیں کہ جو لکھا ہے کہ مسیح موعود کے نام سے لوگ مریں گے اور جہاں تک مسیحؑ کی نظر جائے گی اس کا قاتلانہ دم اثر کرے گا۔ پس یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس حدیث میں مسیح موعود کو ایک ڈائن قرار دیا گیا ہے۔۔۔ بلکہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اس کے نفحات طیّبات یعنی کلمات اس کے جہاں تک زمین پر شائع ہوں گے تو چونکہ لوگ ان کا انکار کریں گے اور تکذیب سے پیش آئیں گے اور گالیاں دیں گے۔ اس لئے وہ انکار موجب عذاب ہو جائے گا۔ یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ مسیح موعود کا سخت انکار ہوگا۔ جس کی وجہ سے ملک میں مری پڑے گی اور سخت سخت زلزلے آئیں گے اور امن اُٹھ جائے گا۔ ورنہ یہ غیر معقول بات ہے کہ خواہ نخواہ نیکو کار اور نیک چلن آدمیوں پر طرح طرح کے عذاب کی قیامت آوے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے زمانوں میں بھی نادان لوگوں نے ہر ایک نبی کو منحوس قدم سمجھا ہے اور اپنی شامت اعمال اُن پر تھاپ دی ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ نبی عذاب کو نہیں لاتا بلکہ عذاب کا مستحق ہو جانا اتمام حجّت کے لئے نبی کو لاتا ہے اور اس کے قائم ہونے کے لئے ضرورت پیدا کرتا ہے۔ اور سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہوگیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔ اب ہجری صدی کا بھی چوبیسواں سال ہے۔ بغیر قائم ہونے کسی مرسل الٰہی کے یہ وبال تم پر کیوں آ گیا جو ہر سال تمہارے دوستوں کو تم سے جُدا کرتا اور تمہارے پیاروں کو تم سے علیحدہ کر کے داغِ جدائی تمہارے دلوں پر لگاتا ہے۔ آخر کچھ بات تو ہے۔ کیوں تلاش نہیں کرتے اور تم کیوں اس آیتِ موصوفہ بالا میں غور نہیں کرتے۔ جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيۡنَ حَتّٰى نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا یعنی ہم کسی بستی پر غیر معمولی عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ان پر اتمام حجّت کے لئے ایک رسول نہ بھیج دیں۔ اب تم خود سوچ کر دیکھ لو کہ کیا یہ غیر معمولی عذاب نہیں جو تم کئی سال سے بھگت رہے ہو۔ تم وہ مصیبتیں دیکھ رہے ہو جن کا تمہارے باپ دادوں نے نام بھی نہیں سنا تھا اور جن کی ہزاروں برس تک اس ملک میں نظیر نہیں پائی جاتی اور جس طاعون اور جس زلزلہ کو اب تم دیکھتے ہو، میں اپنے کشفی عالم میں پچیّس برس سے اسے دیکھ رہا ہوں۔ اگر خدا نے مجھے یہ تمام خبریں پہلے سے نہیں دیں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر یہ خبریں پچیّس برس سے میری کتابوں میں مندرج ہیں اور متواتر میں قبل از وقت خبر دیتا رہا ہوں تو تمہیں ڈرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ تم

خدا کے الزام کے نیچے آجاؤ۔''

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 399-402)

ایک اور مقام پہ آپؑ فرماتے ہیں۔

''یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے۔ اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی۔ اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی۔ کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمّت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہوگئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلاء سے پہلے ڈرتے ہیں، اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے؟ یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو گا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا مونہہ دیکھو گے۔ اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ ایک مدّت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے، کہ وہ وقت دُور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں، پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے، نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 268-269)

جیسا کہ خاکسار نے آغاز میں ایک صاحب کا حوالہ دیا ہے جو پاکستانی قوم کی اجتماعی بد اعمالی کو اس عذاب کی وجہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''یہ قوم اسقدر بے حس ہو چکی ہے کہ بُرائی کو بالکل نہیں روکتی بلکہ الٹا پسند کرتی ہے اور بُرائی کرنے والے کی مدد کرتی ہے۔ ایسے لوگوں کی ہر جگہ حمایت کرتی ہے اور ایسے افراد کی نافرمانیوں کا دفاع کرتی ہے۔ ایسی قوم کو اللہ جھنجوڑنے کے لئے یہ عذاب نازل کر رہا ہے'' موصوف نے بیماری کی تشخیص تو بالکل درست کی ہے لیکن افسوس کہ پوری قوم کے ساتھ اسی بیماری میں خود بھی مبتلاء ہیں اور اصل علاج کرنے کے بجائے اس برائی میں خود بھی قوم کا ساتھ دے رہے ہیں۔ پاکستان دنیا میں واحد ملک ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے بجائے اس کا نہ صرف انکار کیا بلکہ ظلم وستم کی راہ اختیار کرتے ہوئے 1974ء اس کی جماعت کو کافر قرار دیا۔ اس ظلم میں ملک میں موجود تمام فرقوں کے نمائندوں نے ساتھ دیا۔ پھر 1984ء میں ایک آرڈی نینس نافذ کر کے انہیں اپنے آپ کو مسلمان کہنے پر پابندی لگادی۔ گویا خود خدا بن بیٹھے۔ ان پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام لینے، کلمہ پڑھنے، اذان دینے، نماز پڑھنے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے حتّٰی کہ کوئی آیت کریمہ اپنے پاس رکھنے تک پہ بھی پابندی لگا دی گئی ہے۔ ایسا کرنے پر اب بھی قید و بند کی تکالیف دی جارہی ہیں۔ اس مامور من اللہ کی جماعت پر ہر طرح کا ظلم روا رکھنا اس ملک میں جائز قرار پایا ہے۔ ان کی جان، مال، عزّت تک محفوظ نہیں۔ ان کی سجدہ گاہوں کو مسمار کرنا، ان پہ غاصبانہ قبضہ کر لینا معمول بن چکا ہے جس میں حکومت کی خاموش رضامندی مکمل طور پہ شامل ہے۔ ایسی صورتحال میں خدا کی طرف سے آنے والی ان تباہیوں کو ہم نہیں بلکہ یہ لوگ خود اللہ کا عذاب قرار دے رہے ہیں۔ تو ان دوستوں سے دست بستہ عرض ہے کہ خدا کے لئے سوچو کہ آخر رسول بھیجے بغیر یہ عذاب کیوں آرہے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیا کو حوادث سے خبردار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی اور زلزلے آئیں گے اور شدّت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہوں گے اور زمین کو تہ وبالا کر دیں گے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی۔ پھر وہ جو توبہ کریں گے اور گناہوں سے دستکش ہو جائیں گے، خدا ان پر رحم کرے گا۔ جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانہ کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ وہ سب کچھ واقع ہو لیکن وہ جو اپنے دلوں کو درست کر لیں گے اور ان راہوں کو اختیار کریں گے جو خدا کو پسند ہیں، اُن کو کچھ خوف نہیں اور نہ کچھ غم۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو میری طرف سے نذیر ہے۔ میں نے تجھے بھیجا تا مجرم نیکوکاروں سے الگ کئے جائیں اور فرمایا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔۔۔ سو راستباز بنو! اور تقویٰ اختیار کرو! تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا اُس دن کے ڈر سے امن میں رہو ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے۔

خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اُتریں گی۔ کچھ تو اُن میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد''

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 302-304)

مختصر یہ کہ اگر طاقتور ممالک سمیت دنیا میں آنے والی وبا، زلزلے، سیلاب، کروڑوں افراد کا گھر سے بے گھر ہوجانا، لاکھوں مویشیوں کی ہلاکت، لاکھوں ایکڑ رقبہ پر فصلوں کی تباہی، قوم کا گروہوں میں تقسیم ہو کر شدّت پسندی کی طرف چلے جانا وغیرہ آپ لوگوں کے نزدیک عذاب الٰہی ہے تو خدا کے لئے اس طرف بھی توجہ کریں کہ قرآن کریم میں اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ رسول بھیجے بغیر عذاب نہیں بھیجتا۔ اس کا مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس دور میں جس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی تھی، وہ ظاہر ہو گیا ہے۔ کیونکہ نبی کے ظہور کے بغیر عذاب نہیں آسکتا اور مسیح موعود کے علاوہ اور کسی کی پیشگوئی نہیں اور وہ پوری دنیا کے لئے اللہ کی طرف سے امام ہے۔ لہٰذا پوری دنیا پر اس امام کو رد کرنے کی صورت میں اتمام حجّت ہو چکا ہے۔ آج اس دَور میں ایک ہی ہستی ہے جس نے دعویٰ کیا ہے کہ میں خدا کی طرف سے نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں اور وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ وہی ہیں جو اس دَور کا حصن حصین ہیں۔ پس اس آسمانی آواز پہ لبیک کہتے ہوئے اس طرف دوڑو تا کہ اس دنیا میں عافیت میں رہو اور آخرت میں بھی امن نصیب ہو۔

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں، آمد امامِ کامگار
اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

اعلانِ ولادت

مکرم مظفر احمد درانی دعا کی درخواست کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و احسان سے خاکسار کی بہو نداء السلام اور بیٹے محمد مطیع اللہ دُرانی کو 25؍اگست 2022ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام شہریار خان دُرانی تجویز ہوا ہے۔ بچہ مکرم محمد شریف درانی صاحب مرحوم سابق معلم وقف جدید کا پڑپوتا اور مکرم عبد المنان صاحب دار الفتوح غربی ربوہ حال مقیم ہالینڈ کا نواسہ ہے۔ قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم اپنے رحم و کرم سے بچے کو صحت والی لمبی بابرکت زندگی عطا فرمائے، خادمِ دین، خلافت کا وفادار، سلسلہ کا مفید وجود اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور سارے خاندان کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے اور دین و دنیا کی حسنات عطا فرمائے۔

ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے مبارکباد پیش ہے۔

مختار احمد

تلخیص صحیح بخاری سوالاً و جواباً

کتاب الایمان حصہ 3

قسط 5

سوال: نئے مسلمان کے سابقہ اعمال کا معاملہ کیسے ہوگا؟

جواب: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ کامل یقین کے ساتھ مسلمان ہو جائے، تو اللہ اس کے سابقہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ تو ہر نیک کام جو وہ کرتا ہے اس کے عوض دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر برا کام جو کرتا ہے تو وہ اتنا ہی لکھا جاتا ہے، جتنا کہ اس نے کیا ہے۔

سوال: جو نیکی مداومت کے ساتھ ہو اس کا کیا درجہ ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کو وہی عمل سب سے زیادہ پسند ہے جس کو مداومت سے کیا جائے۔

حضرت عائشہؓ نے اپنے پاس بیٹھی ایک عورت کی کثرتِ عبادت کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ پہلے یہ سنو کہ تم پر اتنا ہی عمل واجب ہے جتنے عمل کی تمہیں طاقت ہے۔

اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں اکتاتا، مگر تم عمل کرتے ہوئے اکتا جاؤ گے، اور اللہ کو دین کا وہی عمل زیادہ پسند ہے جس کی ہمیشہ پابندی کی جا سکے۔ یعنی انسان بآسانی اور خوشی سے بجا لاتا رہے۔

سوال: کس حد تک ایمان نجات کا موجب بنے گا؟

آپؐ نے فرمایا جس شخص نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیا اور اس کے دل میں، جَو، برابر بھی ایمان ہے تو وہ ایک نہ ایک دن دوزخ سے ضرور نکلے گا۔ اور دوزخ سے وہ شخص بھی ضرور نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں گیہوں کے دانہ کے برابر خیر ہے۔ اور دوزخ سے وہ بھی نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں اک ذرہ برابر بھی خیر ہے انسؓ نے رسول اللہؐ سے ''خیر'' کی جگہ ''ایمان'' کا لفظ روایت کیا ہے۔

سوال: ایک یہودی کو قرآن کریم کی کس آیت پہ بڑا رشک آیا؟

جواب: ایک یہودی نے حضرت عمرؓ سے کہا اے امیرالمؤمنین! تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو۔ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو یومِ عید بنا لیتے۔ آپ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے جواب دیا اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدہ:4) آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو خوب جانتے ہیں جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس وقت آپؐ عرفات میں جمعہ کے دن کھڑے ہوئے تھے۔ یعنی اس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ ایک جمعہ کے دن کی عید دوسری یومِ عرفہ کی عید۔

سوال: کونسی چیزیں ایک مسلمان کے لئے لازم ہیں؟

جواب: حضورؐ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا ہے، اور رمضان کے روزے رکھنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ جس نے ان امور پر پابندی کی وہ اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ یہی چیزیں ایک مسلمان کے لئے لازم ہیں۔

سوال: کیا جنازے اور تدفین کے لئے جانا موجب ثواب ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز اور تدفین سے فراغت ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔ ہر قیراط اتنا بڑا ہو گا جیسے احد کا پہاڑ۔ اور جو شخص جنازے پر نماز پڑھ کر تدفین سے پہلے لوٹ جائے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔

تو تجہیز و تکفین اور تدفین تک تمام مراحل میں شمولیّت ثواب کا موجب ہے۔

سوال: مؤمن کو کس بات سے خائف رہنا چاہیے؟

جواب: مؤمن کو اپنے اعمال کے ضائع ہونے سے ڈرنا چاہیئے، کہیں بے خبری میں کسی غلطی سے ضائع نہ ہو جائیں۔ صحابہؓ اور تابعینؒ ہمیشہ خائف رہتے کہیں ان کے اقوال اور اعمال میں نفاق کی ملونی تو نہیں ہو رہی۔

حسن بصریؒ کا قول ہے، نفاق سے وہی ڈرتا ہے جو ایماندار ہوتا ہے اور اس سے نڈر وہی ہوتا ہے جو منافق ہے۔ اس پر قرآن کریم کی یہ آیت بھی شاہد ہے: وَلَمۡ یُصِرُّوۡا عَلٰی مَا فَعَلُوۡا وَہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ (آل عمران:136)۔ اور اپنے برے کاموں پر جان بوجھ کر وہ اڑا نہیں کرتے۔

سوال: کسی مسلمان کو گالی دینا اور قتل کر دینا کتنا بڑا گناہ ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور مسلمان کو قتل کر دینا کفر ہے۔

سوال: شب قدر کے پانے کے لئے حضورؐ کا کیا ارشاد ہے؟

جواب: حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا، میں تو اس لیے باہر نکلا تھا کہ تمہیں شب قدر بتلاؤں اور فلاں فلاں آدمی لڑ پڑے۔ تو وہ میرے دل سے اٹھا لی گئی اور شاید اسی میں کچھ تمہاری بہتری ہو۔ اب تم شب قدر کو رمضان کی ستائیسویں، انتیسویں و پچیسویں رات میں ڈھونڈا کرو۔

سوال: جبریلؑ کا حضورؐ سے سوالات کرنے کا واقعہ کیا ہے؟

جواب: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تشریف فرما

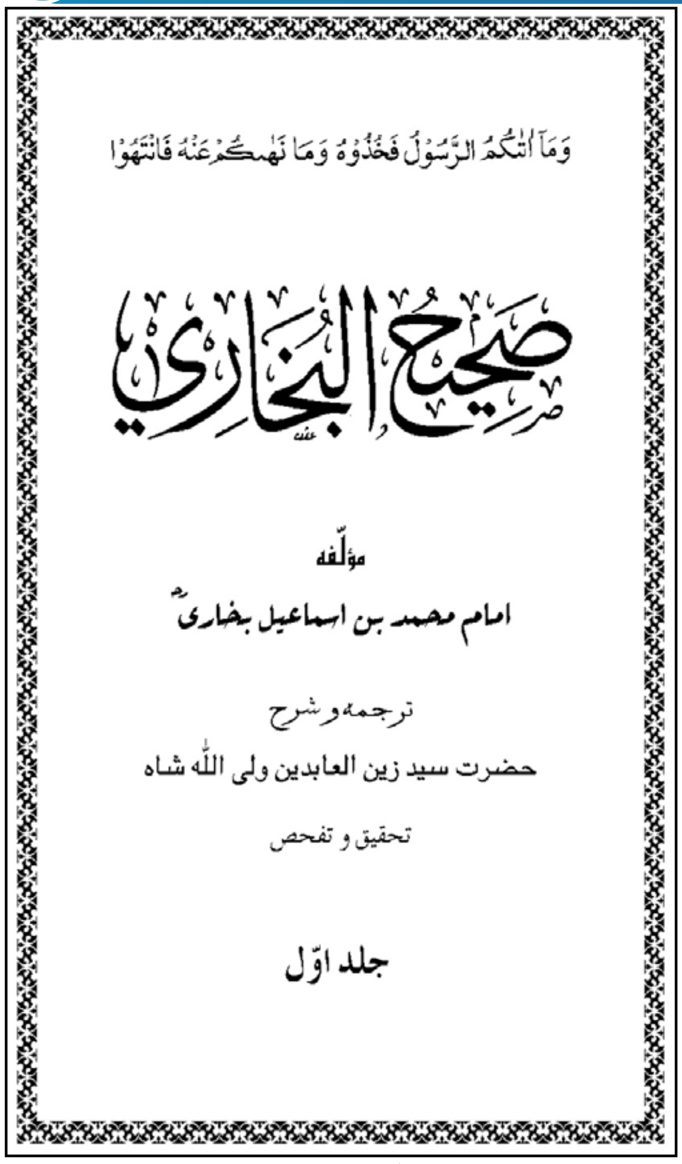

تھے۔ کہ آپؐ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اللہ کے حضور حاضر ہونے پر اور اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لاؤ۔

پھر اس نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر جواب دیا کہ اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ فرض ادا کرو۔ اور رمضان کے روزے رکھو۔

پھر اس نے احسان کے متعلق پوچھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احسان یہ کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

پھر اس نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا البتہ میں تمہیں اس کی نشانیاں بتلا سکتا ہوں۔

وہ یہ ہیں کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی، اور جب سیاہ اونٹوں کے چرانے یعنی گڈریا ٹائپ لوگ مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے، قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ ۚ وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ ۚ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ ؕ وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَکۡسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ (لقمان:35) یقیناً اللہ ہی ہے جس کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہ بارش کو اتارتا ہے

بقیہ صفحہ 15 پر

شہر یار بھٹی

قرآن کریم اور ترقی علوم وفنون

یاالٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان نبی مبعوث فرمایا جس کی امت کو کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ کہا کہ تم تمام امتوں سے بہتر ہو کیونکہ وہ لوگ جن کو شریعت قصے کے رنگ میں ملی تھی وہ دماغی علوم کی کتاب و شریعت کے ماننے والوں کے کب برابر ہو سکتے ہیں؟ پہلے صرف قصص پر راضی ہو گئے اور ان کے دماغ اس قابل نہ تھے کہ حقائق و معارف کو سمجھ سکتے مگر اس امت کے دماغ اعلیٰ درجہ کے تھے اسی لئے شریعت اور کتاب علوم کا خزانہ ہے جو علوم قرآن مجید لے کر آیا ہے وہ دنیا کی کسی کتاب میں پائے نہیں جاتے اور جیسے شریعت کے نزول کے وقت وہ اعلیٰ درجہ کے حقائق و معارف سے لبریز تھی ویسے ہی ضروری تھی ترقی علوم وفنون سب اسی زمانہ میں ہوتا بلکہ کمال انسانیت بھی اسی میں پورا ہوا۔‘‘

(الحکم 24؍جنوری 1903ء بحوالہ تفسیر مسیح موعود جلد 3 صفحہ 194)

تخلیق کائنات، تسخیر کائنات اور کائنات کی صف لپیٹ دینے کا قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ذکر ملتا ہے اس سلسلے میں سائنسدانوں نے ریسرچ کر کے جتنی بھی تھیوریز بنائی ہیں وہ سب قرآن سے ثابت ہوتی ہیں۔

وہ دور جو تاریخ میں اسلامک گولڈن پیریڈ (Islamic Golden Period) کہلاتا ہے اس میں مسلمان ان امور پر ریسرچ کرتے رہے اور ان کی ریسرچ کا ماخذ قرآن کریم تھا جس کے اہل یورپ بھی قائل ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جان ڈیون پورٹ کے حوالے سے اپنی تصنیف ’’شحنۂ حق‘‘ میں تحریر فرمایا ہے۔

’’…انگریزوں کا اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ انگلستان میں علوم و فنون کا پودہ عرب کے عالیشان مدارس سے آیا ہے اور دسویں صدی میں جب کہ یورپ جہالت میں پڑا ہوا تھا۔ اہل یورپ کو تاریکی سے جہالت سے علم وعقل کی روشنی میں لانے والے مسلمان ہی تھے۔‘‘

(شحنۂ حق، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 362)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفائے کرام کی تحریروں سے استفادہ کرتے ہوئے چند معروضات پیش ہیں۔

تخلیق کائنات

سورۃ المؤمن آیت 58 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَخَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اَکۡبَرُ مِنۡ خَلۡقِ النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۸﴾

یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق انسانوں کی تخلیق سے بہت بڑھ کر ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ترجمہ قرآن کے حاشیہ صفحہ 1126 پر درج ہے۔

’’خدا تعالیٰ نے آسمان کی تخلیق فرمائی جو حیرت انگیز اور عظیم قدرتوں پر مبنی ہے اس کے مقابل پر انسان کی تخلیق کی کوئی بھی حیثیت نہیں…‘‘

آج کل سائنسدان کائنات کی تخلیق کے لیے بگ بینگ تھیوری پیش کرتے ہیں اس کا ماخذ سورۃ الانبیاء کی آیت 31 ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’زمین اور آسمان دونوں ایک گٹھڑی کی طرح بندھے ہوئے تھے جن کے جوہر مخفی تھے ہم نے مسیح کے زمانہ میں وہ دونوں گٹھریاں کھول دیں اور دونوں کے جوہر ظاہر کر دیئے‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 17)

رَتۡقًا: close up mass۔ ساری کائنات مضبوطی سے بند کیے ہوئے ایک گیند کی شکل میں تھی جس میں سے کوئی چیز باہر نہیں نکل سکتی تھی۔

فَتَقۡنٰ: پھاڑا explosion۔ پھر ہم نے اس کو پھاڑا اور اچانک کائنات اس میں سے پھوٹ پڑی۔

(ماخوذ از تعارف سورۃ الانبیاء از ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 541)

کم و بیش یہی definition بگ بینگ تھیوری کی ہے۔

مشہور سائنس دان موریس بکائے نے اپنی کتاب ’’بائبل قرآن اور سائنس‘‘ میں اس کا اعتراف کیا ہے۔

تسخیر کائنات

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۱﴾ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۲﴾

(آل عمران: 191-192)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے اختلاف میں دانشمندوں کے لئے صانع عالم کی ہستی اور قدرت پر کئی نشان ہیں۔ دانشمند وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو خدا کو بیٹھے، کھڑے اور پہلو پر پڑے ہونے کی حالت میں یاد کرتے رہتے ہیں اور زمین اور آسمان اور دوسری مخلوقات کی پیدائش میں تفکر اور تدبر کرتے رہتے ہیں اور ان کے دل اور زبان پر یہ مناجات جاری رہتی ہے کہ اے ہمارے خداوند! تو نے ان چیزوں میں سے کسی چیز کو عبث اور بیہودہ طور پر پیدا نہیں کیا۔ بلکہ ہر یک چیز تیری مخلوقات میں سے عجائبات قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی ہے کہ جو تیری ذات بابرکات پر دلالت کرتی ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 305-306 حاشیہ نمبر 11)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

’’ہر سائنسی انکشاف (scientific discovery) سے پتہ لگتا ہے کہ کتنا عظیم اعلان تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا تھا۔

وَسَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مِّنۡہُ

(الجاثیہ: 14)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8؍اپریل 1977ء مطبوعہ خطبات ناصر جلد 7 صفحہ 69)

دو امریکی ہوا باز نیل آرم سٹرانگ اور بز ایلڈرن سپیس فلائٹ اپالو 11 کے ذریعے 20؍جولائی 1969ء کو چاند پر اترے اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

’’سال رواں 21؍جولائی (1969ء۔ ناقل) کو زمین سے باہر نکل کر انسان کا پہلا قدم چاند پر پڑا اس میں شک نہیں کہ تسخیر عالَم کی عظیم جدوجہد میں انسان کا یہ بہت بڑا تاریخی کارنامہ ہے‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5؍ستمبر 1969ء مطبوعہ خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 826)

سورۃ الرحمٰن کی آیت

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ ﴿۳۴﴾

کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس سورت کے تعارفی نوٹ میں فرماتے ہیں:

’’… کون سوچ سکتا تھا کہ بڑے لوگ بھی اور چھوٹے لوگ بھی اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کو پھلانگنے کی کوشش کریں گے۔ اس کوشش کا آغاز انسان کے چاند تک پہنچنے سے ہو چکا ہے اور اس سے بلند ترسیاروں تک پہنچنے کی کوشش جاری ہے۔‘‘

(تعارف سورۃ الرحمٰن از ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 974)

کائنات کا عدم میں ڈوبنا اور نئی کائنات کا پیدا ہونا

سورۃ الانبیاء آیت 105 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یَوۡمَ نَطۡوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلۡکُتُبِ ؕ کَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِیۡدُہٗ ؕ وَعۡدًا عَلَیۡنَا ؕ اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیۡنَ ﴿۱۰۵﴾

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

’’ہم اس دن آسمانوں کو ایسا لپیٹ لیں گے جیسے ایک خط متفرق مضامین کو اپنے اندر لپیٹ لیتا ہے۔ اور جس طرز سے ہم نے اس عالم کو وجود کی طرف حرکت دی تھی انہیں قدموں پر پھر یہ عالم عدم کی طرف لوٹایا جائے گا…‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 152-153 حاشیہ در حاشیہ) اس آیت کے اگلے حصے کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

’’یہ ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ اسی کائنات سے جو ایک دفعہ ڈوب جائے گی، نئی کائنات پیدا کی جائے گی۔‘‘

(تعارف سورۃ الانبیاء از ترجمۃ القرآن حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 542)

چنانچہ اسی حقیقت کو سائنسدان Big Bounce Theory کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔

سورۃ الزمر آیت 68 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلسَّمٰوٰتُ مَطۡوِیّٰتٌۢ بِیَمِیۡنِہٖ

’’دنیا کے فنا کرنے کے وقت خدا تعالیٰ آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ سے لپیٹ لے گا‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 152 حاشیہ در حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

’’دائیں ہاتھ سے مراد ید قدرت ہے… اور لپیٹے جانے کا جو ذکر ملتا ہے یہ فی زمانہ سائنسی نظریات سے قطعی طور پر صحیح ثابت ہوتا ہے۔ یعنی زمین و آسمان اس طرح ایک فنا کے بلیک ہول (Black Hole) میں داخل کر دیئے جائیں گے جیسے وہ لپیٹے جا چکے ہوں۔

(ترجمۃ القرآن تشریحی نوٹ صفحہ 826)

حفیظ الرحمٰن واحد۔ ایڈنبرا، سکاٹ لینڈ

پُر اسرار معالج

خاکسار کے ایک عزیز مکرم منصور احمد صاحب شیزان فیکٹری میں پروڈکشن مینیجر تھے اور اب ریٹائر ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ رونما ہونے والا ایک واقعہ سنایا جس نے مجھے حیران کر دیا۔ میرا جی چاہا کہ قارئین الفضل آن لائن کو بھی بتاؤں تا کہ وہ بھی اپنے اپنے ذوق کے مطابق میری حیرانی میں حصہ دار بن جائیں۔

مجھے یاد نہیں کہ پہلی بار کب انہوں نے یہ پُر اسرار بات مجھے سنائی تھی لیکن 2014ء میں جب وہ جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے برطانیہ آئے اور حسب معمول ہمارے ہاں ایڈنبرا بھی آئے تو میں نے انہیں اس روئداد کو ایک دفعہ پھر دہرانے کیلئے کہا اور اُن کے سامنے ہی ان کی طرف سے اپنی ڈائری میں درج کر لیا جو اسوقت قارئین کی خدمت میں پیش ہے:

’’اندازاً 1987ء کی بات ہے، موسم گرما کی ایک رات تھی۔ میں لاہور اپنے مکان واقع حاجی سٹریٹ (نزد شیزان فیکٹری) کی چھت پر سویا ہوا تھا کہ قریباً نصف رات کے بعد میرے ایک ہاتھ کی درمیانی انگلی میں شدید تکلیف ہوئی جیسے سوئی چبھنے سے ہوتی ہے (یہ یاد نہیں کہ دایاں ہاتھ تھا یا بایاں)۔ درد کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ مجھے احساس ہوا کہ کسی کیڑے نے وغیرہ نے مجھے کاٹا ہے یا ڈنک مارا ہے۔ میں نے روشنی کر کے دیکھا تو انگلی پر چھوٹا سا سیاہ رنگ کا نشان تھا۔ بقیہ رات معمولی سا درد ہوتا رہا جیسے ٹیکہ لگنے کے بعد ہوتا ہے۔ صبح اٹھنے پر درد ختم ہو چکا تھا، انگلی پر نہ کوئی سوجن تھی اور نہ ہی تکلیف لیکن سیاہ رنگ کا چھوٹا سا نشان کوئی چار پانچ دن رہا اور پھر غائب ہو گیا۔

بہر حال صبح اٹھنے کے بعد میں شیزان فیکٹری اپنے دفتر گیا اور کاغذات دیکھنے کیلئے عینک لگائی تو مجھے لکھائی دھندلی دھندلی دکھائی دی۔ میری عینک کا نمبر 1.25 تھا۔ میں نے عینک اتاری اور اس کے شیشے صاف کرنے لگا تو میں نے دیکھا کہ مجھے بغیر عینک کے کاغذات کی لکھائی صاف نظر آ رہی ہے۔ میں حیران ہوا۔ میری عینک دور اور نزدیک کیلئے ایک ہی تھی اسلئے اب مجھے نہ ہی دور کی نظر کیلئے اور نہ ہی قریب کی نظر کیلئے عینک کی ضرورت تھی۔ یہ کیفیت 1999ء تک یعنی قریباً گیارہ سال جاری رہی پھر جا کر عینک کی ضرورت پڑی۔ پھر بھی عینک کا نمبر 0.75 تھا جو پہلی عینک سے بہت بہتر تھا۔ 2011ء میں میری ایک آنکھ کا موتیا کا آپریشن ہوا اور دو سال بعد دوسری آنکھ کا۔ اب میری عینک کا نمبر دوبارہ 1.25 پر آ گیا ہے۔

میں سوچتا ہوں اگر کاٹنے والا یہ کیڑا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ٹیکہ لگانے والا یہ محسن کرم پکڑا جاتا اور ماہرین طِب کے علم میں لایا جاتا تو یقیناً سارے ملک بلکہ پوری دُنیا بھر میں اُس کی فیملی کی تلاش شروع ہو جاتی، اُن کو لیبارٹریز کی زینت بنایا جاتا، اُن پر ریسرچ ہوتی اور مخلوق خدا اُس سے فائدہ اٹھاتی۔ ممکن ہے آئندہ کسی جگہ اِس نوعیت کا خوشگوار حادثہ پھر رونما ہو اور دنیا ایک نادر ٹیکہ سے روشناس ہو۔‘‘

دراصل اللہ تعالیٰ کا تخلیق کردہ نظام قدرت اس قدر وسیع ہے کہ انسان اسکے احاطہ کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جتنی عقل اللہ تعالیٰ نے انسان کو دی ہے اُس کو پورا پورا استعمال کر لینے کے بعد بھی وہ کائنات کے نظام کو شائد اتنا ہی سمجھ سکا ہے جتنا آٹے میں نمک۔ لیکن ذرا ٹھہریں! اُردو کا یہ محاورہ یہاں کام نہیں آئے گا بلکہ شائد کوئی بھی مثال یا محاورہ کام نہ آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور انسان کی سوچ کی آپس میں کوئی نسبت ہی نہیں بنتی۔ اللہ تعالیٰ کے سچے مسیح موعود علیہ السلام نے درست فرمایا:

کیا عجب تُو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
کس سے کُھل سکتا ہے پیچ اس عُقدۂ دشوار کا

(دُرِّثمین)

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

14 ستمبر 1922ء یومِ پنج شنبہ (جمعرات)

مطابق 21 محرم الحرام 1341ھ

صفحہ 1 اور 2 پر ’’مغربی افریقہ میں تبلیغ (قادیان سے سالٹ پانڈ)‘‘ کے عنوان سے ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ یہ رپورٹ مولانا حکیم فضل الرحمان صاحب کے سفر مغربی افریقہ پر مشتمل ہے۔ آپ 23 جنوری 1922ء کو افریقہ روانہ ہوئے تھے۔ اور لندن سے ہوتے ہوئے 17 اپریل کو لیگوس پہنچے۔ اور لیگوس میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کے پاس قریباً ایک ماہ قیام کے بعد 13 مئی کو سالٹ پانڈ پہنچے۔ اس رپورٹ میں قابلِ ذکر امر یہ ہے کہ اس طویل سفر میں آپ جہاں بھی ٹھہرے، جوش و جذبہ کے ساتھ تبلیغی مساعی انجام دیتے رہے۔

صفحہ نمبر 3 پر مولانا عبیداللہ صاحب مبلغ ماریشس کی تبلیغی مساعی کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ کی ابتداء میں درج ہے کہ ’’دو چار ماہ بعد جب الفضل پہنچتا ہے تو بعض حصص سنائے جاتے ہیں۔‘‘ آپ اپنی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ’’اس ماہ سے خاکسار نے ایک نئی تحریک بچوں میں کی کہ ہر ایک بچہ ہر ہفتہ اپنی جیب خرچ میں سے کچھ دے۔ چنانچہ اکثر بچوں نے اپنی رضامندی سے بغیر میرے مطالبہ کے قریباً ۔۔۔ ہفتہ اور بعض نے ۔۔۔۔۔۔ (غالباً کچھ سینٹ تحریر ہیں۔ ناقل) ہفتہ کہا۔ آئندہ سے ان کا ایک محصل بنا دیا گیا ہے جو ہر ہفتہ ان سے وصول کیا کرے گا۔ بعض بچوں نے مجھ سے سوال کیا کہ یہ چندہ کس لیے ہے۔ میں نے انہی بچوں کے ساتھیوں میں سے بعض کو کہا کہ اس کا جواب دو۔ چنانچہ انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہم کتابیں چھاپ کر اپنا دین ان لوگوں تک پہنچائیں گے جو مسلمان نہیں۔ اس جواب پر بعض بچوں نے جن کو ابھی یہ تحریک نہیں پہنچی تھی کہا اچھا، پھر ہم بھی دیں گے اور بعض نے فوراً نکال کر دے دیا۔ مجھے خدا سے امید ہے اور حضور کی دعاؤں سے پختہ یقین ہے کہ یہ پودے کچھ زمانہ تک احمدیت کے بڑے بڑے درخت اس ملک میں ہو جائیں گے۔‘‘

صفحہ 3 اور 4 پر ایک مضمون بعنوان ’’بانی آریہ سماج کے احکام کی خلاف ورزی، آریوں میں بیوگان کی شادی‘‘ شائع ہوا ہے۔ اس مضمون میں بانی آریہ سماج کا مع حوالہ جات یہ عقیدہ بتایا گیا ہے کہ بیوہ کی شادی کی سخت ممانعت ہے۔ لیکن اس کے برعکس اسلام کی حقیقی تعلیم فانکحوالایامی کے مطابق آریہ سماج میں بیوگان کی مسلسل شادی کے عمل کا ذکر کیا گیا ہے۔

صفحہ نمبر 5 اور 6 پر حضرت مصلح موعودؓ کا خطبہ جمعہ فرمودہ 8 ستمبر 1922ء شائع ہوا ہے۔

صفحہ نمبر 8 پر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی امریکہ سے آمدہ ایک مختصر رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں آپؓ نے شکاگو میں ایک مکان کے خریدنے اور اس کے ایک حصہ میں مسجد کے قیام کا ذکر فرمایا ہے۔ نیز اخبار میں حضرت مفتی صاحبؓ کا بھجوایا ہوا مذکورہ مکان کا خاکہ

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

فہرست مضامین

مغربی افریقہ میں تبلیغ

قادیان سے سالٹ پانڈ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی شائع ہوا ہے۔ حضرت مفتی صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ ’’مسجد کے واسطے محراب اور گنبد بن گیا ہے۔ منبر ایک کرسی اور چوکی جوڑ کر بنایا گیا ہے۔ گنبد بنانے والا ایک نومسلم بھائی ہے۔ وہ بڑھئی ہے۔ اس کی مزدوری روزانہ سات ڈالر ہے مگر میں کبھی دو کبھی تین ڈالر کے حساب سے دے دیتا ہوں۔ اسی کو قبول کر لیتا ہے۔ بعض دن کچھ نہیں ہوتا تب بھی صبر کر لیتا ہے۔ بہت نیک اور مخلص آدمی ہے۔ مکان اب پورے طور پر تیار ہو گیا ہے۔ ہر جمعہ اور اتوار کو جلسہ اور لیکچر ہوتا ہے۔ گذشتہ جمعہ کو دو اور لیڈیاں مسلمان ہوئیں۔‘‘

مذکورہ اخبار کے مفصل ملاحظہ کے لیے درج ذیل لنک ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19220914.pdf

ذیشان محمود۔ مبلغ سیرالیون

کیا جمعہ، جنازہ و نکاح پڑھانا صرف ایک مربی کا کام ہے؟

دورانِ تعلیم جامعہ کسی نے ایک استاد کے حوالہ سے یہ بات بتائی تھی کہ ایک مربی کے فیلڈ میں تین ایسے بڑے عملی کام ایسے ہیں جو روزانہ کی مصروفیات کے علاوہ اکثر درپیش رہتے ہیں یعنی خطبہ جمعہ، نکاح اور جنازہ۔ ان کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔

بہرحال اس موضوع پر قلم اٹھانے کی وجہ یہ بات بنی کہ ایک شادی تقریب میں مذکورہ بالا بات اس طرح بیان ہوئی کہ وہ مربی ہی نہیں جس نے یہ تین کام نہ کئے ہوں۔ حالانکہ یہ ایسا کوئی شرعی مسئلہ بھی نہیں اور نہ ہی کوئی جماعتی قانون یا دستور ایسا ہے صرف ایک ذوقی نکتہ ہے۔

اب جس تقریب میں اس بات کا تذکرہ ہو رہا تھا تو اسی میز پر موجود چند سینیئر مربیان ایسے بھی تھے جن کے مطابق انہوں نے جمعہ تو پڑھایا لیکن کسی نے کوئی جنازہ یا کسی نے کوئی نکاح نہیں پڑھایا تھا۔ ایک صاحب تو ایسے تھے جنہوں نے کہا کہ وہ جامعہ کے بعد سے ربوہ ہی ہیں اور ان تینوں امور میں کبھی امامت کرنے کا موقع نہیں ملا۔ اب وہ ازراہ تفنن طبع کہنے لگے کہ لو! جی میں تے گیا فیر!

یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں۔ اکثر مربیان جو مرکز میں خدمات بجالاتے ہیں ان کو یہ اکثر مواقع نہیں ملتے۔ جامعات احمدیہ سے نئے فارغ التحصیل بعض ایسے بھی مربیان بالخصوص ربوہ میں ہوتے ہیں جن کو ابھی تک میدان عمل میں آنے کے بعد جمعہ پڑھانے کا موقع نہیں ملا۔ اس کی وجہ مساجد کی کثرت کے باوجود علماء و مربیان کی کثرت بھی ہے اور نظام کے تحت بھی مساجد میں امام مسجد کا متعین ہونا بھی ہے۔ پھر نکاح اور جنازہ کے متعلق عزیزوں کی خواہش کے مطابق بھی بعض علماء کرام و سینیئر مربیان یا ان کے اپنے عزیز مربیان ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

بعض کے نزدیک مربی کا کام صرف نمازیں پڑھانا اور تربیت کرنا ہے اور بعض لوگ مربی کو صرف مبلغ بھی خیال کرتے ہیں جسے صرف علم الکلام اور شعلہ بیانی پر مہارت حاصل ہو۔ درحقیقت مربیان اپنے مفوضہ فرائض کے ساتھ ساتھ اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق جماعتی نظام کے تحت متعین ہوتے ہیں۔ بعض طلباء کو دورانِ تعلیم جامعہ علمی استعدادوں کی بناء پر تخصص، اضافی تعلیم، مختلف زبانیں سکھائی جاتی ہیں۔ بعض بیرون ملک خدمت سرانجام دیتے ہیں۔ بعض کو انتظامی قابلیت کی بناء پر انتظامی کام سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔ اللہ کا فضل ہوتا ہے جسے جہاں خدمت کے لئے چن لے۔

باقی رہی بات ان مذکورہ بالا امور کی تو عملی میدان میں موجود مربیان و مبلغین کو آئے دن یہ معاملات درپیش رہتے ہیں۔ اور اکثر مربیان کرام کو یہ تینوں مواقع پیش آتے رہتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کچھ سال قبل دفاتر میں یا جامعہ کے اساتذہ کو بھی مساجد میں جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمایا تھا اور ربوہ میں کچھ عرصہ یہ نظام جاری رہا۔ خاکسار کو بھی بیت بلال اور بیت المہدی میں نمازِ جمعہ پڑھانے کی سعادت ملی تھی۔ کچھ عرصہ قبل اس حوالہ سے ایک ورچوئل ملاقات میں حضور انور نے دوبارہ ہدایت بھی دی ہے۔ ملاقات مربیان (Greater London area) ریجن لندن منعقدہ 10/ جنوری 2021ء میں حضورِ انور نے فرمایا:

’’دفاتر میں جو (مربیان۔ ناقل) کام کر رہے ہیں ان کو بھی بعض جگہ جہاں مشنریز نہیں ہیں یا جہاں نماز سینٹر ہیں اور وہاں صدر جماعت یا لوکل جماعت والے نماز سینٹر میں نماز پڑھاتے ہیں وہاں ان لوگوں کی بھی ڈیوٹی لگائیں، وہاں جایا کریں کم از کم ایک نماز وہاں پڑھا دیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 6 اکتوبر 2021ء)

ایم ٹی اے گھانا کے مبلغین کو بھی Virtual ملاقات میں حضور انور نے تبلیغ اور تربیت کے لئے بھی تلقین فرمائی۔

حضور نے فرمایا کہ ’’صرف دفتری معاملات نہیں دیکھنے بلکہ وقت نکال کر تبلیغ کے لیے بھی نکلیں اور تربیت کے پروگرام بنائیں‘‘۔

(الفضل انٹرنیشنل 24 مارچ 2021ء)

اس طرح دفاتر میں متعین مربیان کرام کو بھی عملی میدان کا بھی تجربہ ہو جائے گا۔ بہرحال یہ تین امور ایسے ہیں کہ ان کے لئے سب احمدی احباب کو بھی تیاری رکھنی چاہیئے۔ یہ صرف مربیان اور معلمین کا کام نہیں۔ کوئی بھی عہدیدار یہ ذمہ داری ادا کرسکتا ہے۔

مجھے ایک عزیز کی شادی میں والد صاحب نے ایک بزرگ سے ملایا جنہوں نے ہمارے خاندان کے اکثر نکاح پڑھائے تھے بلکہ ہمارے حلقہ کے اکثر احمدیوں کے نکاح انہوں نے پڑھائے ہیں۔ وہ مربی نہ تھے لیکن احباب جماعت کی اکثریت ان سے نکاح پڑھوانا پسند کرتی تھی۔

اسی طرح جامعہ کے تیسرے سال کا واقعہ ہے ایک شادی کی تقریب میں، میں ایک گاؤں میں شمولیت کے لئے جمعہ کی صبح پہنچا۔ جمعہ کے لئے مسجد گیا تو انہوں نے تشحیذ الاذہان پیش کیا کہ اس سے خطبہ دے دیں۔ وہاں اس وقت کوئی معلم یا مربی متعین نہیں تھے۔ از خود مختصر خطبہ دیا اور بعد ازاں صدر صاحب جماعت سے خطبے کے انتظام کا طریق پوچھا تو صدر جماعت نے بتایا کہ انہیں ابتدائی کلمات اور خطبہ ثانیہ یاد ہیں۔ مرکز سے جو اخبار الفضل یا رسالہ مصباح، خالد، تشحیذ الاذہان یا انصار اللہ نیا آتا ہے اس سے خطبہ دے دیتے ہیں۔ یہ تشحیذ نیا آیا ہے۔ اس کے شروع سے بھی خطبہ دیا جاسکتا ہے۔ تشحیذ الاذہان کا یہ مَصرف میرے لئے تو بالکل نیا تھا۔

قطع نظر اس طریق کے اگر خطبہ ثانیہ کے الفاظ یاد ہوں تو اپنے الفاظ میں مختصراً خطبہ دیا جا سکتا ہے۔ خطبہ ثانیہ یاد نہ ہو تو صرف درود شریف بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ عربی الفاظ مستقل پرنٹ بھی کئے جاسکتے ہیں۔ مکرم عابد خان صاحب کی ایک ڈائری میں بھی ذکر تھا کہ انہوں نے جب گھر پر جمعہ پڑھانے کا ذکر حضور انور سے کیا تو حضور نے پرنٹ سامنے رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ اس پر ایک واقعہ یاد آیا کہ میرے ایک دوست نے خطبہ ثانیہ کے الفاظ کا چھوٹا سا پرنٹ لیمینیشن کروا کر بٹوے میں رکھا ہوا تھا۔ ہمارا ایم اے عربی کا پہلا پرچہ تھا۔ ہم ایگزام ہال میں بیٹھے تھے۔ ایک نگران پروفیسر نے سب طلباء کی تلاشی لینی شروع کی۔ اسی دوران پرچہ شروع ہو گیا۔ وہ دوست میرے پیچھے ہی بیٹھے تھے تلاشی کے دوران جب ان کا بٹوہ چیک کیا تو ان پروفیسر صاحب نے خطبہ ثانیہ کی پرچی کو نقل سمجھ کر ان کا پرچہ ضبط کرلیا۔ وہ لاکھ سمجھاتے رہے کہ اول تو وہ خطبہ ثانیہ ہے دوسرا آج کا پرچہ اس بارہ میں نہیں۔ ان پروفیسر صاحب نے ایک نہ سنی اور پرچہ سٹیج پر جمع کروا دیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ ایک احمدی ممتحن بھی وہاں موجود تھیں جن کو مربی صاحب نے اپنا تعارف کروایا اور معاملہ سمجھایا۔ بہرحال پہلی و آخری وارننگ دیتے ہوئے انہیں پرچہ دینے کی اجازت دے دی گئی۔

بعض مذہبی افکار امامت کے لئے بلوغت کا خیال رکھنے کا کہتے ہیں۔ لیکن اس حوالے سے ایک کم سن امام مقرر کئے جانے کا اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے ہے۔ نکاح پر بلوغت کے حوالے سے جامعہ کے دوران کسی استاد محترم نے مولانا دوست محمد شاہد صاحب کا واقعہ سنایا تھا کہ انہیں دورانِ تعلیم جامعہ چنیوٹ کسی نکاح پڑھوانے بھجوایا گیا تو وہاں کسی نے مولانا صاحب کی کم عمری کو دیکھ کر اور اس غلط خیال کے تحت کہ نکاح پڑھانے کے لئے شادی شدہ ہونا ضروری ہے، یہ سوال کر دیا کہ کیا آپ کی شادی ہو چکی ہے؟ اب انتشار و مخالفت کو ذہن میں رکھتے ہوئے مولانا صاحب نے ہاں ناں کے بجائے جواباً کہا کہ اولاد نرینہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ان امور اور واقعات کے درج کرنے کا سبب یہ ہے کہ ہر احمدی کو ان امور کی امامت کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے۔ یہ صرف مربیان یا مبلغین کا کام نہیں بلکہ کسی بھی جماعت کے تمام عہدیداران بحیثیت نمائندہ جماعت ان امور کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ جس کے لئے انہیں تیاری رکھنی چاہیے۔ دعائے جنازہ، خطبہ جمعہ کا ابتدائیہ و خطبہ ثانیہ اور خطبہ نکاح بھی دیگر دعاؤں کے ساتھ ساتھ سکھانی چاہئیں۔

کرونا کے ابتدائی وبائی ایام اور پہلے مکمل لاک ڈاؤن کے آغاز میں حضور انور نے بھی اپنے دفتر سے پیغام دیتے ہوئے گھروں میں نماز جمعہ پڑھانے سے متعلق تفصیل سمجھائی تھی۔ احمدیوں اور دیگر مسلمانوں کی اکثریت نے نماز جمعہ اور نماز باجماعت کی ایک لمبے عرصہ تک پریکٹس کی۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک عاقل احمدی نمازِ جنازہ اور نکاح بھی پڑھا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب احمدی احباب کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

قارئین کی سہولت کے لئے ذیل میں خطبہ جمعہ، خطبہ نکاح اور نمازِ جنازہ کا طریق و ادعیہ درج کی جارہی ہیں۔

خطبہ جمعہ آغاز

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿١﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٤﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿٥﴾ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿٦﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿٧﴾

خطبہ ثانیہ

اردو یا اپنی زبان میں خطبہ دینے کے بعد بیٹھ کر دوبارہ کھڑے ہو کر خطبہ ثانیہ دہرائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ۔ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا۔ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔

اور پھر نماز جمعہ ادا کریں۔

خطبہ عید

خطبہ عید کا بھی طریق خطبہ جمعہ کا ہوگا۔ لیکن پہلے نماز اور پھر خطبہ اور پھر دعا ہوگی۔

خطبہ نکاح

خطبہ نکاح کے آغاز میں یہ خطبہ و آیات پڑھیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ۔ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا۔ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ۔ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

1: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ﴿۲﴾

(النساء:2)

2: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۷۱﴾

3: یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۷۲﴾

(الاحزاب:71-72)

4: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

(الحشر:19)

مسنون خطبہ کے بعد حسب موقع و محل کچھ وعظ کے بعد پہلے ولی نکاح اور پھر لڑکے سے ضروری پتہ اور حق مہر کا ذکر کرتے ہوئے ایجاب و قبول کرا کے دعا کرائی جائے۔ نکاح فارم احتیاط سے دیکھنا چاہیے خصوصاً لڑکی اور اس کے دو گواہوں، لڑکا اور اس کے دو گواہوں اور ولی نکاح کے دستخطوں نیز حق مہر کے بارہ میں تسلی ضروری ہے۔

(دعائیہ خزائن صفحہ 41)

نمازِ جنازہ کا طریق

جنازہ گاہ پہنچ کر حاضر لوگ جنازہ کے لئے طاق صفیں بنائیں اور امام صفوں کے آگے درمیان میں کھڑا ہو اور میت اس کے سامنے ہو۔ امام آوازِ بلند تکبیر تحریمہ کہے مقتدی بھی آہستہ آواز میں کہیں۔ اس کے بعد ثناء اور سورۃ فاتحہ آہستہ آواز میں پڑھی جائے اور بغیر ہاتھ اٹھائے دوسری تکبیر درود شریف پڑھ کر تیسری اور مسنون دعائیں پڑھ کر چوتھی تکبیر کہے اور دائیں بائیں بلند آواز میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ کہے۔

(دعائیہ خزائن صفحہ 34)

بالغ مرد کے لئے دعائے جنازہ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَ لَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ۔

بالغ عورت کے لئے دعائے جنازہ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَھَا مِنَّا فَاَحْیِھَا عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَھَا مِنَّا فَتَوَفَّھَا عَلَی الْاِیْمَانِ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھَا وَ لَا تَفْتِنَّا بَعْدَھَا۔

نابالغ لڑکے کے لئے دعائے جنازہ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا۔

نابالغ لڑکی کے لئے دعائے جنازہ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً۔

بقیہ: تلخیص صحیح بخاری سوالاً و جواباً... از صفحہ 11

اور جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے اور کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ کس زمین میں وہ مرے گا یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

پھر وہ پوچھنے والا پیٹھ پھیر کر جانے لگا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اسے واپس بلا کر لاؤ۔ لوگ دوڑ پڑے مگر وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ جبرائیل تھے جو لوگوں کو دین سکھانے آئے تھے۔

سوال: وہ چیزیں جو حلال یا حرام کے لحاظ سے واضح نہ ہوں ان کے بارے کیا حکم ہے؟

جواب: آپؐ نے فرمایا حلال اور حرام تو واضح ہیں، اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ والی ہیں جن کو زیادہ لوگ نہیں جانتے کہ حلال ہیں یا حرام۔ پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا۔ اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو شاہی چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ قریب ہے کہ وہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے اور شاہی مجرم قرار پائے۔ سن لو ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام چیزیں ہیں۔ پس ان سے بچو۔

سوال: حضورؐ نے جسم کے کس ٹکڑا کو اصلاح اور بگاڑ کا ذریعہ قرار دیا ہے؟

جواب: حضورؐ نے فرمایا: سن لو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا سارا بدن درست ہوگا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔

سوال: حضورؐ نے وفد عبدالقیس کو کن باتوں کی نصیحت فرمائی؟

جواب: آپؐ نے انہیں مخاطب کرکے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، ایمان لانے کا مطلب ہے کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت سے جو ملے اس کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل کرنا۔

سوال: نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ پر ثواب کیسے مرتب ہوگا؟

جواب: عمل میں ہی ایمان ہے اور ایمان میں، وضو، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور سارے احکام آ گئے ہیں۔

اور اللہ نے فرمایا: قُلْ کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ۔ یعنی علٰی نِیَّتِہٖ۔ اے پیغمبر! کہہ دے کہ ہر کوئی اپنے طریق یعنی اپنی نیت پر عمل کرتا ہے۔ اور ہر آدمی اگر ثواب کی نیت سے اللہ کا حکم سمجھ کر اپنے گھر والوں پر خرچ کر دے تو اس میں بھی اس کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ اور جب مکہ فتح ہو گیا تو نبی کریمؐ نے فرمایا تھا کہ اب ہجرت کا سلسلہ ختم ہو گیا لیکن جہاد اور نیت کا سلسلہ باقی ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا عمل نیت ہی سے صحیح ہوتے ہیں اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو نیت کرے گا۔ پس جس کسی کی ہجرت اللہ کے لئے یا شادی اور دنیا کمانے کے لئے اسی کے مطابق ہی اجر کا مستحق ٹھہرے گا۔

سوال: کون سا خرچ ثواب کا موجب ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے تیری نیت اللہ کی رضا حاصل کرنی ہو تو تجھ کو اس کا ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ اس پر بھی ثواب ملے گا کہ تو اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے۔

سوال: دین سے کیا مراد ہے؟

جواب: نبی کریمؐ کا یہ فرمانا کہ دین سچے دل سے اللہ کی فرمانبرداری اور اس کے رسول اور مسلمان حاکموں اور تمام مسلمانوں کی خیرخواہی کا نام ہے۔ اللہ نے فرمایا: اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (التوبہ:91) جب وہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے مخلص ہوں۔ (تو دیندار ہیں)۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

اعلان نکاح بتاریخ 3/ستمبر 2022ء بعد نماز عصر۔ بمقام مسجد مبارک اسلام آباد، یوکے

عزیزہ سائرہ وحید (واقفہ نو) بنت مکرم وحید احمد صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم سعد غنی (واقف نو) ابن مکرم لقمان احمد صاحب (جرمنی)

عزیزہ لین عودہ (واقفہ نو) بنت مکرم عبد القادر عودہ صاحب (مسی ساگا۔کینیڈا)
ہمراہ عزیزم عمیر احمد ملک ابن مکرم شمیم احمد ملک صاحب (امریکہ)

عزیزہ عائشہ احمد بنت مکرم مسعود احمد صاحب (جرمنی)
ہمراہ عزیزم وجدان قدوس کاشف ابن مکرم قدوس کاشف صاحب (جرمنی)

عزیزہ سیدہ قدسیہ خالد (واقفہ نو) بنت مکرم سید خالد احمد صاحب (ناظر اعلیٰ ربوہ)
ہمراہ عزیزم سید قاصد صالح احمد (واقف نو) ابن مکرم سید ابراہیم منیب احمد صاحب (کینیڈا)

عزیزہ مریم صدیقہ احمد بنت مکرم سید غلام احمد صاحب فرخ (چیئر مین ایسوسی ایشن آف احمدی کمپیوٹر پروفیشنلز۔ پاکستان)
ہمراہ عزیزم مرزا اسامہ بشیر احمد (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم مرزا محمود احمد صاحب (مرکزی آڈیٹر۔یوکے)

عزیزہ صوفیہ مظفر (واقفہ نو) بنت مکرم مظفر احمد صاحب قمر (کارکن نظارت علیا ربوہ)
ہمراہ عزیزم سید عدیل احمد (واقف زندگی۔ربوہ) ابن مکرم سید قاسم احمد صاحب (ناظر زراعت ربوہ)

ادارہ الفضل کی طرف سے تمام جوڑوں کی خدمت میں مبارکباد پیش ہے

دعا کا تحفہ

وقف اولاد کی منت اور نذر ماننے کی دعا

حضرت مریمؑ کی والدہ نے ان کی پیدائش سے قبل اپنی ہونیوالی اولاد کو وقف کرنے کی یہ دعا کی جو قبول ہوئی اور مریم جیسی عظیم الشان راستباز بیٹی ان کو عطا ہوئی۔

رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۳۶﴾

(آل عمران:36)

اے میرے رب! جو کچھ میرے پیٹ میں ہے (اسے) آزاد کر کے میں نے تیری نذر کر دیا ہے، پس تو (اسے) میری طرف سے جس طرح ہو قبول فرما۔ یقینا تو ہی بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 41)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔جرمنی

فقہی کارنر

افیون کے مضر اثرات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

جولوگ افیون کھاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں موافق آ گئی ہے، وہ موافق نہیں آتی۔ دراصل وہ اپنا کام کرتی رہتی ہے اور قویٰ کو نابود کر دیتی ہے۔

(الحکم 17 اکتوبر 1902ء صفحہ 12)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

اچھے مربی بننے کا طریق

استاذی المحترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب نے ایک بار نوٹس بورڈ پر یہ جملہ تحریر فرمایا تھا:

”اگر آپ ایک سال تک بغور الفضل پڑھ لیں تو اچھے مربی بن سکتے ہیں“۔

(بحوالہ الفضل جوبلی نمبر 2014ء)

(مرسلہ: ذیشان محمود۔ سیرالیون)

طلوع وغروب آفتاب

14/ستمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:51	18:25
مدینہ منورہ	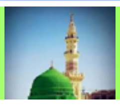	04:49	18:27
قادیان		04:49	18:36
ربوہ		04:29	18:16
اسلام آباد ٹلفورڈ	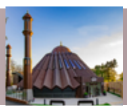	05:07	19:20